جلد نمبر 1 | جون 2010ء | شمارہ 6

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زرتعاون

-/240 روپے

com.islahunnisa.www

com.gmail@islahunnisa

خط و کتابت

دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور 042-6185019

ایک نظر میں

والدین سے حسن سلوک کا حکم: ارشاد باری تعالی ہے ''**وبالوالدین احسانا**''............الخ

ترجمہ: والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔

تفسیر: اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا کیونکہ اللہ تعالی انسان کی تخلیق کا حقیقی سبب ہیں اور والدین ظاہری سبب ہیں اس لیے ان سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ والدین کی اولاد سے محبت رحمت خداوندی کا ایک نمونہ ہے والدین ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ اولاد کو ہر خیر کی بات پہنچائیں اور ہر بری بات سے دور رکھیں اسی وجہ سے اللہ نے اپنی عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک کو لازمی قرار دیا ہے۔

یہ بات اللہ رب العزت کے علم میں پہلے سے موجود تھی کہ جب والدین بڑھاپے کو پہنچتے ہیں تو ان کی باتیں انسان پر گراں محسوس ہوتی ہیں اس لیے حکم دیا کہ ان والدین کو اف تک نہ کہو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ لفظ اف نہ کہو اور ایک معنی یہ بھی کہ ہر وہ جملہ اور کلام جو اظہار ناگواری کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ مت کہو۔ یہاں پر ایک شبہ کا بھی ازالہ ضروری ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں ہمارے والدین دیندار نہیں ہیں کیا ان کی عزت وتکریم بھی مجھ پر لازم ہوگی؟ ہاں! لازم ہوگی خدانخواستہ اگر کسی کا والد پابند شرع نہیں اللہ نہ کرے کسی کی والدہ غلط راستے پر ہے، تب بھی اس شخص کی جنت اسی ماں کے قدموں تلے ہے اس کا احترام اور عزت وتکریم اس شخص پر ہر حال میں ضروری ہے۔ ہاں اگر والدین کافر ہیں اور دین اسلام پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر ان کا یہ حکم نہ ماننا ضروری ہے لیکن دنیاوی معاملات میں ان کی عزت پھر بھی لازم ہے۔ اللہ ہم سب کو والدین کی قدر کرنے کی توفیق بخشے!

آمین یارب العالمین

سرکاردوعالم ﷺ کا ارشادگرامی ہے: **انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**

ترجمہ: میں اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں اور اچھے اوصاف کو مکمل کردوں۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اخلاقی خوبیوں اور عمدہ اقدار کی تکمیل کی جو ذمہ داری نبی آخرالزماں ﷺ پر ڈالی گئی تھی اس کو آپ نے بخوبی نبھایا بلکہ پہنچایا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) جہاں حضور علیہ السلام کے اخلاق حسنہ کو بیان فرماتے وہاں خود بھی ان پر عمل کامل طور پر کرنے والے تھے۔

اخلاق حسنہ یہ ہیں کہ آپ لوگوں کے بارے میں اچھا گمان رکھیں، ان کے بارے ہروقت تشویش میں نہ رہا کریں ان کے لیے دل صاف رکھیں میل جول کے وقت خندہ پیشانی سے پیش آئیں اخلاق رذیلہ سے اپنے دل ودماغ کو پاک رکھیں؛ جھوٹ، غیبت، تہمت، گالم گلوچ، موسیقی، فضول گوئی، شک، وہم اور دیگر معاشرتی برائیوں سے خود کو بچائیں۔ ورنہ اخلاق حسنہ کا حصول ناممکن بن جائے گا۔ جب کسی کو کچھ سمجھانا مقصود ہو تو لہجہ نرم اور زبان شائستہ ہو، معاملات کرتے وقت ہیر پھیر، چکر بازی، دھوکہ، فراڈ اور فریب نہ خود کریں اور نہ ہی ان کا شکار ہوں۔

گھریلو طرز زندگی میں سادگی کا عنصر غالب ہو اہل خانہ اور بچوں وغیرہ سے اچھا سلوک ہو، ہر وقت ''تو تو، میں میں'' کی چپقلش نہ ہو، دوست احباب عزیز واقارب اور ہمسائیوں سے شیر وشکر ہوکر رہنا چاہیے معاشرے میں اس بات کا بھی خیال کیا کریں کہ باہمی برتاؤ کی اشیاء میں بخل اور کنجوسی سے کام لینا، اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کہلاتا۔ اللہ ہم سب کو اخلاق حسنہ اپنانے کی توفیق دے۔

آمین یارب العالمین

بقا صرف اللہ کی ذات کو ہے باقی سب کو موت کے دروازے، برزخ جانا ہے۔ خوش نصیب تو وہ ہے جس کا موت بھی استقبال کرے...... ہاں! یہ خوش نصیبی اولیاء اللہ کی صحبت سے بہت جلد مل جاتی ہے۔...... قافلہ راہ روان وفا کے سرخیل شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی خوش نصیب ہستیوں میں سے تھے۔

سچ کہوں! لکھنا کوئی دشوار کام نہیں......لیکن......ایسی برگزیدہ شخصیات کی زندگی پر خالی صفحات کا سامنا میرے لیے بہت مشکل ہوتا ہے...... مجھے احساس ہوتا ہے کہ پاکیزہ سیرت پر میرے قلم کی طبع آزمائی مخمل پر ٹاٹ کے پیوند کا نقشہ لائے گی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے ذکر کے بغیر دل کو چین نہیں آتا اس لیے چند سطور لکھنے بیٹھ گیا ہوں۔

آج سے ۹۸ سال قبل خواجہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے گھرانے میں ایک بچے (خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے آنکھ کھولی...... جو 5 مئی کی شام ہمیشہ کے لیے بند ہوگئی...... کسے خبر تھی کہ کل کو یہ عوام وخواص کا مرجع بن جائے گا اور رشد وہدایت کی ایسی نہریں بہائے گا کہ ایک خلقت اس سے سیراب ہوگی۔ بچپنے سے جوانی تک کی مسافت طے کی تو مرکز علم وعرفان دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا جہاں آپ کی زندگی میں انقلابی تبدیلیوں نے جگہ لی۔ آپ نے جہاں علم وآگہی کے موتی چنے وہاں طریقت کے چشمہ سے بھی خوب پیاس بجھائی۔

جب سینہ مبارک علم کے نور اور معرفت وطریقت سے معمور ہوا تو آپ نے اپنے آبائی وطن میانوالی کا رخ کیا اور خانقاہ سراجیہ کندیاں کی مسند ارشاد کو رونق بخشی اور سالکین کو معرفت حق کی مے بھر بھر پلانے لگے ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق فیض یاب ہوتا رہا۔

حضرت کے چہرہ کو جب کبھی تصور میں لانے کی کوشش کرتا ہوں تو ہلکی سی نمی آنکھوں

میں پھیل جاتی ہے اور اسی نمی میں ان کا چمکتا چہرہ نظر آنے لگتا ہے کافی دیر تک آنکھوں میں بنے حلقے اس چہرے کا طواف کرتے ہیں اور پھر............

کبھی سوچتا ہوں کہ لوگ ''ایسے'' کیسے بن جاتے ہیں؟ تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی کہہ رہا ہے: ''دیکھتے نہیں ہو کہ انہوں نے کس مشقت سے زندگی کے دن کاٹے تھے، عقیدہ ختم نبوت پر قربانیوں کی داستان جب پس دیوار زنداں رقم کر رہے تھے تم نے ان کے اس حال کو کیوں نہیں دیکھا۔ تزکیہ نفس کے کٹھن مراحل کس طرح عبور کیے یہ تمہاری نظروں سے اوجھل کیوں ہے؟

وہ دیکھو 65 سال بلا ناغہ حرمین شریفین کا سفر بیت اللہ پر حاضری کے بعد اپنے آقا ﷺ کے حضور درود وسلام کے زمزمے، تم کو کیوں نہیں سنائی دیتے؟ ایک شخص کی نہیں ہزاروں، لاکھوں افراد کی اصلاح، بھولے بھٹکے لوگوں کو جادۂ مستقیم پر لانا، عبادت وریاضت، سلوک واحسان کے زینے چڑھتے چڑھتے کیا وہ اس مقام پر نہیں پہنچیں گے؟؟؟

آج تو محبت کے پیمانے بدلتے جا رہے ہیں، خوشامد کی وبا نے عقیدت کے گلوں کو یوں مسل دیا ہے کہ عقیدت مندوں کے ہجوم میں بہت کم کسی کی پیشانی روشن دکھائی دیتی ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت کی زندگی کو اپنایا جائے اور اپنا دل ودماغ پاک صاف رکھا جائے، رہن سہن، بودوباش کو اسلامی تعلیمات پر ڈھالا جائے۔ عقیدے اور مسلک کی محنت پر زندگی کھپائی جائے ورنہ محض الفاظ کی جمع پونجی سے عمل کے پھول نہیں کھل سکتے۔ یہ بات ممکن عجیب محسوس ہو!! لیکن کیا کروں؟ حقیقت یہی ہے۔ جب تک ان کی تعلیم اپنائی نہ جائے آدمی اللہ کے ہاں ان کے محبین کی فہرست میں شامل نہیں ہوسکتا۔

بے ربط اور بے کیف سی تحریر میری اس بات کی دلیل بنے جا رہی ہے جسے شروع میں عرض کر چکا ہوں۔ میں اپنے قلم میں وہ زباں کہاں سے لاؤں جس سے الفاظ جنم لے کر ان کی مدح سرائی کر سکیں۔ اللہ رب العزت آپ کی قبر کو روشن فرمائے اور ہم سب کو اپنے پیاروں کا فرمانبردار بنائے۔

عبدالباری، لاہور

میری ماں ہمیشہ سچ نہیں بولتی

☆ آٹھ بار میری ماں نے مجھ سے جھوٹ بولا یہ کہانی میری پیدائش سے شروع ہوتی ہے میں ایک بہت غریب فیملی کا اکلوتا بیٹا تھا ہمارے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ تھا اور اگر کبھی ہمیں کھانے کو کچھ مل جاتا تو ماں اپنے حصے کا کھانا بھی مجھے دے دیتی اور کہتی تم کھا لو مجھے بھوک نہیں ہے، یہ میری ماں کا پہلا جھوٹ تھا۔

☆ جب میں تھوڑا بڑا ہوا تو ماں گھر کا کام ختم کر کے قریبی جھیل پر مچھلیاں پکڑنے جاتی اور ایک دن اللہ کے کرم سے دو مچھلیاں پکڑ لیں تو انھیں جلدی جلدی پکایا اور میرے سامنے رکھ دیا۔ میں کھاتا جاتا اور جو کانٹوں کے ساتھ تھوڑا لگا رہ جاتا اسے وہ کھاتی۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا میں نے دوسری مچھلی ماں کے سامنے رکھ دی اس نے واپس کر دی اور کہا بیٹا تم کھا لو تمہیں پتہ ہے نا! مچھلی مجھے پسند نہیں ہے، یہ میری ماں کا دوسرا جھوٹ تھا۔

☆ جب میں سکول جانے کی عمر کا ہوا تو میری ماں نے ایک گارمنٹس کی فیکٹری کے ساتھ کام کرنا شروع کیا اور گھر گھر جا کر گارمنٹس بیچتی۔ سردی کی ایک رات جب بارش بھی زوروں پر تھی میں ماں کا انتظار کر رہا تھا جو ابھی تک نہیں آئی تھی۔ میں اسے ڈھونڈنے کے لیے آس پاس کی گلیوں میں نکل گیا دیکھا تو وہ لوگوں کے دروازوں میں کھڑی سامان بیچ رہی تھی میں نے کہا ماں! اب بس بھی کرو تھک گئی ہوگی سردی بھی بہت ہے ٹائم بھی بہت ہو گیا ہے باقی کل کر لینا تو ماں بولی بیٹا! میں بالکل نہیں تھکی، یہ میری ماں کا تیسرا جھوٹ تھا۔

☆ ایک روز جب میرا فائنل ایگزام تھا اس نے ضد کی کہ وہ بھی میرے ساتھ چلے گی میں اندر پیپر دے رہا تھا اور وہ باہر دھوپ کی تپش میں کھڑی میرے لیے دعا کر رہی تھی۔ میں باہر آیا

تو اس نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا اور مجھے ٹھنڈا جوس دیا جو اس نے میرے لیے خریدا تھا۔ میں نے جوس کا ایک گھونٹ لیا اور ماں کے پسینے سے شرابور چہرے کی طرف دیکھا میں نے جوس اس کی طرف بڑھا دیا تو وہ بولی نہیں بیٹا تم پیو مجھے پیاس نہیں ہے، یہ میری ماں کا چوتھا جھوٹ تھا۔

☆ میرے باپ کی وفات ہوگئی تو میری ماں کی زندگی اور مشکل ہوگئی اکیلے گھر کا خرچ چلاتا تھا، نوبت فاقوں تک آ گئی میرا چچا ایک اچھا انسان تھا وہ ہمارے لیے کچھ نہ کچھ بھیج دیتا جب ہمارے پڑوسیوں نے ہماری یہ حالت دیکھی تو میری ماں کو دوسری شادی کا مشورہ دیا مگر میری ماں نے کہا نہیں مجھے سہارے کی ضرورت نہیں، یہ میری ماں کا پانچواں جھوٹ تھا۔

☆ جب میں نے گریجویشن مکمل کر لیا تو مجھے ایک اچھی جاب مل گئی میں نے سوچا اب ماں کو آرام کرنا چاہیے اور گھر کا خرچ مجھے اٹھانا چاہیے وہ بہت بوڑھی ہوگئی ہے۔ میں نے اسے کام سے منع کیا اور اپنی تنخواہ میں سے اس کے لیے کچھ رقم مختص کر دی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم رکھ لو میرے پاس ہیں مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے، یہ اس کا چھٹا جھوٹ تھا۔

☆ میں نے جاب کے ساتھ اپنی پڑھائی بھی مکمل کر لی تو میری تنخواہ بھی بڑھ گئی اور مجھے جرمنی میں کام کی آفر ہوئی میں وہاں چلا گیا۔ سیٹل ہونے کے بعد اسے اپنے پاس بلانے کے لیے فون کیا تو اس نے میری تنگی کے خیال سے منع کر دیا اور کہا کہ مجھے باہر رہنے کی عادت نہیں ہے میں نہیں رہ پاؤں گی، یہ میری ماں کا ساتواں جھوٹ تھا۔

☆ میری ماں بہت بوڑھی ہوگئی اسے کینسر ہو گیا اسے دیکھ بھال کے لیے کسی کی ضرورت تھی میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کے پاس پہنچ گیا وہ بستر پر لیٹی ہوئی تھی، مجھے دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی میرا دل اس کی حالت پر خون کے آنسو رو رہا تھا وہ بہت لاغر ہوگئی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے تو وہ کہنے لگی مت رو بیٹا! میں ٹھیک ہوں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو رہی، یہ میری ماں کا آٹھواں جھوٹ تھا اور پھر میری ماں نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام: زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

لقب: ام المساکین

نسب: زینب بنت خزیمہ بنت الحارث بن عبداللہ بن عمر بن عبد مناف

گلشن نبوی ﷺ میں خوب رنگ چڑھا ہے۔ صداقت و عدالت کے پھول ان سب سے نمایاں نظر آ رہے ہیں ضیائے سخاوت بھی اپنے جوبن پر ہے ہر طرف چمن کو زینت بخشنے والے پھول قطار اندر قطار روح تک کو معطر کر رہے ہیں۔ اس گلستان کا ''مالی'' صبح و شام تعلیم کتاب کا پانی چھڑک رہا ہے اور تزکیہ نفس کی گوڈی کر رہا ہے اس کا نتیجہ ہے کہ اسلام، مکہ سے نکل کر مدینہ اور مدینہ سے نکل کر سارے عالم کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ گلشن محمدی ﷺ کی آبیاری مختلف مراحل سے گزر رہی ہے۔ کبھی پسینے میں شرابور کر دیتی ہے تو کبھی لہو میں لت پت جوانوں کو سرمدی زندگی کا پیغام دے رہی ہے۔

احد کا غزوہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ دین اسلام کی بقا اور سربلندی کے متوالے اپنی جاں ہتھیلی پہ لیے احد کے دامن میں آئے بیٹھے ہیں۔ شوق شہادت لیے کئی جوان نظر آ رہے ہیں آج کے دن کون اپنی منزل تک جلد پہنچے گا؟ یہ فیصلہ چند لمحوں میں ہونے والا ہے۔ انہی میں وہ کونے میں بیٹھا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بھی نظر آ رہا ہے جو آج اپنے پیچھے اس عظیم خاتون کو چھوڑ کر آیا ہے جو اس کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زوجہ بننے والی ہے۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عدت کے ایام مکمل کیے اور صاحب لولاک ﷺ کو پیغام نکاح آیا۔

سیدہ رضی اللہ عنہا نے معاملہ آپ ﷺ کے سپرد کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو بخوشی قبول فرمایا اور قبیصہ بن عمرو الہلالی نے سیدہ کا بندھن رسول اللہ ﷺ سے بندھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا عقد نکاح میں آئیں چونکہ شروع ہی سے مساکین محتاجوں اور فقراء کی ہمدرد تھیں اس لیے آپکا لقب ام المساکین پڑ گیا تھا۔ عمدہ اوصاف خواہ انفرادی ہوں یا اجتماعی بحیثیت عورت زاد ممکن ہوں، وہ سب بدرجہ اتم آپ کی زندگی میں نظر آتے تھے۔

وفات: زہد وقناعت کی پیکر، جودوسخا کی خوگر، علم شریعت کو حرز جاں بنانے والی، رمز شناس نبوت اور تمام مومنین کی اس عظیم ماں رضی اللہ عنہا نے بہت کم عرصہ نبوت کے ساتھ گزارا تھا کہ قاضی اجل کے فیصلے پر لبیک کہہ کر اپنی جان خالق جہاں کے حوالے کردی۔ تیس سال کا مختصر سا دورانیہ آپ کی کل عمر ٹھہرا۔

نماز جنازہ: آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ آپ علیہ السلام نے خود پڑھایا ان بلند نصیبوں کی مالکہ آج بھی جنت البقیع میں محو استراحت ہیں۔ رضی اللہ عنہا

ال نــــامــــہ

مولانا الطاف حسین حالی نے 1906ء میں ایک ''ال نامہ'' لکھ کر اپنے کسی دوست کو بھیجا تھا، پڑھیے اور دیکھیے کہ مولانا نے اُس وقت میں جو چوٹیں کی تھیں آج بھی صادق آرہی ہیں۔

الامتحان: آزمائشِ لیاقتِ ممتحنان (امتحان لینے والوں کی صلاحیتوں کی آزمائش)

الیونیورسٹی: کارخانۂ کلرک سازی (کلرک بنانے کی فیکٹری)

الکمیشن: وجہ موجہ برائے فیصلۂ یک طرفہ (یک طرفہ فیصلہ کرنے کا سب سے بہتر طریقہ)

الانجمن ہائے اسلامیہ: سبزۂ برشگال (برسات کا سبزہ یعنی فصلی بٹیرے)

الرئیس: آنکہ از ریاست بے خبر باشد (وہ جو کہ اپنی ریاست سے بے خبر ہو)

الامیر: آنکہ تہی دست وقرضدار باشد (وہ جو کہ کنگال اور قرضدار ہو)

مرسلہ: معاویہ جبار، چیچہ وطنی

اس بات سے قطع نظر کہ خدا جانے کل کیا رونما ہونے والا تھا اور کون کس کا ساتھی اور کون کس کے مد مقابل آنے والا تھا ہر شخص ایک ہی رو میں بہتا چلا جا رہا تھا اندر جان کی فضا نفیریوں دفوں ڈھولوں اور نقاروں کی بے ہنگم آوزوں گونج رہی تھی دعوتوں اور ضیافتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا تھا جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

چالیس روز تک یہ محافل ناؤ نوش اور ہاؤ نہ اپنے عروج پر رہیں ہر شخص اپنی بساط بھر پوری طرح لطف اندوز ہوا۔نومولود کی پیدائش سے متعلق مروجہ رسوم نبھائی گئیں محمد بابر کی نانی دولت بیگم نواسے کی بلائیں لیتی نہیں تھکتی تھی وہ ہر آن اسے اپنی باہوں کے حصار میں لیے رکھتی تھی اور اس کے گال پر کاجل کا کالا ٹکہ لگانا نہیں بھولتی تھی تا کہ اس کے گمان کے مطابق ننھا بابر بد نظروں کی نظر بد سے محفوظ رہے پھر وہ دن بھی آ پہنچا جب مہمان اپنے اپنے گھروں کی طرف جانے لیے کمر بستہ ہوئے۔قافلوں پہ قافلے جدھر سے آئے تھے ادھر کو سدھارنے لگے دیکھتے اندر جان خالی ہوگیا اور اس کی فضاؤں پر اک سکوت طاری ہوگیا۔

یونس خان مغلستان کی طرف جانے کی بجائے تاشقند کی طرف چلا گیا مگر کچھ ہی عرصہ بعد اس کا انتقال بھی ہوگیا یونس خان کو عمر شیخ مرزا سے بہت محبت تھی بجا طور پر وہ عمر شیخ کا محافظ بھی تھا اس کے انتقال کے بعد عمر شیخ مرزا ایک بہت بڑے سہارے سے محروم ہوگیا یوں لگتا تھا جیسے یونس خان مرنے کے لئے بس تیار ہی بیٹھا تھا اسے فقط محمد بابر کی پیدائش کا انتظار تھا گویا انتظار پورا ہوا اور اس نے ملک عدم کی راہ ناپی۔

محمد بابر کی رگوں میں باپ کی طرح سے تیموری اور ماں کی طرف سے چنگیزی خون دوڑ رہا تھا گویا جہاں اسے تیموری شجاعت، بے باکی اور حالات سے نبرد آزما ہونے جیسی خوبیاں

نصیب ہوئیں وہاں اسے خطرات سے کھیلنے جیسی خوبیاں، منگولوں جیسی چالاکی اور موقع شناسی ورثے میں ملیں۔

یونس خان کے مرتے ہی مغلستان مسائلستان بن گیا اس نے خانودہ تیموریہ سے وقتاً فوقتاً جو علاقے ہتھیائے تھے ان کی ملکیت کا تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا چونکہ قبل ازیں وہ علاقے عمر شیخ مرزا ہی کے دائرہ اختیار میں تھے اس لیے ان علاقوں پر اخلاقاً و قانوناً عمر شیخ مرزا کا حق دوسرے دعویداروں پر فائق تھا مگر یونس خان کے حقیقی وارث، عمر شیخ مرزا کا یہ حق تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ بنا بریں اس تنازعے نے ایک ایسے جنگ وجدل کی صورت اختیار کر لی جس کے اختتام اور نتیجے سے متعلق کوئی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی تھی۔

اسی جنگ وجدل اور مخاصمت ومقاومت کی پر آشوب فضا میں بابر نے پروان چڑھنا شروع کیا۔ بابر کی نانی نے اپنے نواسے کی اتالیقی کے فرائض سنبھال رکھے تھے کیونکہ یونس خان کی وفات کے بعد وہ اندرجان میں اپنی چہیتی بیٹی کے لیے ٹک گئی تھی وہ اس ننھے سے تاتاری پلس PLUS چغتائی کو منگولوں کے رسوم ورواج، ان کی شجاعت اور ان کے طریق ہائے کشور کشائی وجہانبانی کی داستانیں سنایا کرتی تھی تاکہ ننھے شہزادے کے ذہن میں یہ بات جاگزیں ہو جائے کہ ایک شجاع اور متوکل انسان کو ظاہری وسائل اور دوسروں کی مدد پر انحصار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اس عالم رنگ وبو میں صرف وہی لوگ کامیاب وکامران اور عظیم کہلاتے ہیں جنہوں نے عدم وسائل کے باوجود اپنی قوت بازو پر انحصار کیا ہے اور اپنے لیے وسائل خود پیدا کیے ہیں۔ دولت بیگم ننھے بابر کے ناپختہ ذہن میں ہمیشہ یہ بات ٹھونسنے کی کوشش کرتی رہتی تھی کہ:

''تیرے بڑے نانا چنگیز خان نے منگولیا کے ایک چھوٹے سے قبیلے کا فرد ہونے کے باوجود اپنی خفتہ صلاحتوں کو بروئے کار لا کر منگولیا کے خانہ بدوش قبائل کو ایک مرکز پر جمع کیا، ان کی دشمنی کی حد تک بڑھی ہوئی بیگانگی کو یگانگت میں بدل دیا، وحشی منگولوں کو ''یاسا'' جیسا یکتائے

روزگار آئین دیا اور پھر اس آئین کا من وعن نفاذ بھی کیا۔یہی وہ آئین تھا جس کے بل بوتے پر اجڈ منگول دیکھتے ہی دیکھتے مہذب دنیا پر چھا گئے خاقان اعظم چنگیز خان کے جانشینوں نے بھی فتوحات کے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھایا۔خان اعظم کے ان جانشینوں میں تولائی خان، جوچی خان باتو خان،قبلائی خان اور ہلاکو خان جیسے ناقابل شکست لوگ شامل تھے جنہوں نے دنیا سے اپنی قوت وحشمت کا لوہا منوایا۔آج تک دنیا ان کے نام سے کانپتی ہے تمہیں بھی اپنے ننھیالی اجداد کے نقوش پا پر چلتے ہوئے ایک عالم کو لرزہ براندام کرنا ہے۔''

ننھا بابر جس کا ننھا ذہن ایسی ثقیل باتیں ہضم کرنے کے قابل نہیں تھا اپنی نانی اماں کا صرف منہ تکتا ہی رہ جاتا تھا دولت بیگم کے برعکس اس کے داماد عمر شیخ مرزا کو اپنی خوش دامن کی باتوں سے سراسر اختلاف تھا۔اس کے نزدیک اس کا دادا امیر تیمور چنگیز خان سے بڑا فاتح تھا اپنی جسمانی معذوری کے باوجود اس نے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے جنہیں تاریخ کبھی بھلا نہیں سکے گی۔

بعد ازاں ظہیر الدین بابر نے اپنے کردار وعمل سے یہ بات ثابت کردی کہ اس کی رگوں میں ایشاء کے دو عظیم فاتحین کا لہو گردش کررہا تھا یہی وجہ تھی کہ اس میں بیک وقت منگولوں جیسی سنگدلی اور شقاوت اور ترکوں جیسی جرأت واستقامت موجود تھی جب کہ موروثی صفات کے علاوہ اس کا کردار اہل فارس کی شائستگی اور ثقافتی لطافت سے بھی مزین تھا۔

ظہیر الدین محمد بابر جوں جوں پروان چڑھ رہا تھا اس کا ذہن رسا اپنے خاندانی حالات سے آگاہ ہوتا چلا جارہا تھا اس ننھی عمر میں جس وقت بھی اسے تخلیہ میسر آتا وہ اس سوچ میں ڈوبتا چلا جاتا کہ آخر وہ کونسی وجہ ہے کہ اس کے تایا ابا اور چاچا اس کے والد محترم سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اور بعض اوقات تو یہ لڑائی جھگڑے خوفناک جنگ کی صورت بھی اختیار کر لیتے تھے۔

یہ کیسے بھائی تھے؟ ایک بھائی دوسرے بھائی کے خلاف ہر وقت صف آرا دکھائی دیتا تھا ایک ہی خاندان کے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے جارہے تھے حد تو یہ ہے کہ اس

کے ماموں صاحبان بھی اس باہمی جنگ وجدل کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ننھا بابر جب اپنی نانی اماں سے اپنے ناپختہ ذہن میں کلبلاتے ہوئے سوالوں کے جوابات جاننے کی کوشش کرتا تو وہ ان تمام سوالوں کا فقط یہی ایک جواب دیتی کہ:

''میرے ننھے منھے بیٹے !بادشاہوں کے کوئی رشتہ دار نہیں ہوتے ،جب تم بڑے ہوکر بادشاہ بنوگے تو تمھیں ان سوالوں کے جوابات ازخود معلوم ہوجائیں گے۔'' یہ ناقبل فہم جواب سن کر ننھے بابر کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ جاتا اوراس کی نظریں نانی اماں کے خشک اور سپاٹ چہرے کا طواف کرتی رہ جاتیں بہت زور دینے کے باوجود اس کا ذہن یہ بات سمجھنے سے قاصر رہ جاتا کہ:

''بادشاہ کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا''

وہ خود سے سوال کرتا کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ کیا بادشاہ انسان نہیں ہوتا؟ کیا اس کے سینے میں دل نہیں ہوتا؟ اگر دل ہوتا ہے تو پھر اس دل میں خون رشتوں کے لیے محبت معدوم کیوں ہوجاتی ہے؟ ایسے ان گنت سوالات کے جوابات ڈھونڈھتے ڈھونڈتے اس کا ذہن ماؤف ہوجاتا اور پھر وہ اپنا سر گھٹنوں میں پیوست کرکے گھنٹوں عالم محویت میں ڈوب جاتا۔نانی اماں ننھے بابر کو جب اس طرح عالم محویت میں ڈوبا ہوا پاتی تو اس کے قریب آکر اس کا سر اس کے گھٹنوں سے نکال کر اپنے زانوؤں پر رکھ لیتی اور پیار سے سمجھاتے ہوئے کہتی:۔

''میرے ننھے شہزادے تیرے چھوٹے سے ذہن میں ابھی باتیں سمانے والی نہیں ایسے سوالات مت سوچو جن کے جوابات تیرے پاس نہیں جب تو بادشاہ بنے گا تو پھر تجھے ان تمام سوالوں کے جواب ازخود مل جائیں گے۔''

آہستہ آہستہ زندگی کی شاہرہ پر آگے بڑھتے ہوئے بابر کے لیے ہر نیا دن ایک نئی کہانی اور ایک نیا پیغام لے کر آتا تھا اس کے باپ کے پاس وسائل کمی اس کی تعلیم وتربیت کے آڑے آرہی تھی لیکن ظہیرالدین بابر پوری لگن سے اپنے تربیتی مراحل کو طے کررہا تھا۔

موسم گرما کی تعطیلات کی آمد آمد ہے نرسری پریپ کے بچوں سے لے کر گریجوایشن تک کے طلباء وطالبات جوش سے بھرے ہیں۔ چھٹیوں کو بھرپور انداز میں انجوائے کرنے کے لیے پروگرامز بن رہے ہیں رات سوتے میں اور دن کو جاگتی آنکھوں سے ننھیال اور پھوپھیوں کے ہاں جانے کے خواب نظر آتے ہیں۔ ماؤں کا ووٹ بچوں کے ماموں اور خالہ کے پلڑے میں ہے جب کہ والد گرامی کی رائے میں بچے اپنی پھوپھی کے ہاں زیادہ خوش رہیں گے، طرفین کے گرما گرم دلائل اور بچوں کی رائے سے کوئی درمیانی راہ نکل ہی آئے گی کہ ننھیال اور ددھیال دونوں کے پاس کچھ دن بِتا لیے جائیں۔

دوسری طرف بھاری بھرکم ہوم ورک اور چھٹیوں کے فوراً بعد امتحانات کا خیال ہی سوہان روح بنا ہوا ہے تاہم یہ خیال فی الحال خوشیوں کے بوجھ تلے دبا ہے اور آخری ہفتے میں ابھرے گا۔ الغرض ایک عجیب جوش وخروش کی فضاء ہے اور اس فضاء میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک بڑی، خوش کن، برکتوں سے بھری، رحمتوں سے گھری، اور سعادتوں سے لپٹی خبر میں اپنی بہنوں کو بھی شریک کیا جائے۔ خبر یہ ہے کہ گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی گرمیوں کی چھٹیوں میں ملک بھر میں اسکولز اور کالجز کے لیے ''صراط مستقیم کورس'' کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

بہنوں کے لیے خاص خوشخبری یہ ہے کہ اس مرتبہ ہمارے محبوب مدیر اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے اپنی گوناں گوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر خواتین کے لیے بھی ''صراط مستقیم کورس'' ترتیب دیا ہے۔

کورس کیا ہے ایک حسین گلدستہ ہے، ایک جامع دستاویز ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ ایک مرتبہ اور معطر گلشن ہے جس میں ایمان وایقان کی بہاریں بھی ہیں اور مسائل واعمال کے گلہائے

رنگارنگ بھی، قلوب انسانی کو نورِ وحدت اور محبت الٰہیہ میں رنگ دینے والی آیات کا انتخاب بھی ہے اور عشق نبی ﷺ کو دل میں موجزن کرتی احادیث کے جواہر پارے بھی، مشام روح و جان کو معطر کرتی سنتوں کا ذخیرہ بھی ہے اور روزمرہ کی زندگی کو نورانی طریقوں کے مطابق گزارنے کے لیے جامع اور مختصر دعاؤں کے حسین پھول بھی۔ سچی بات ہے کہ قلم میں تاب نہیں اور الفاظ میں طاقت نہیں کہ اس مختصر مگر جامع کورس کے محاسن اور خوبیوں کا احاطہ کیا جاسکے۔

مزے کی بات تو یہ ہے کہ اس کورس کو ''احناف میڈیا سروس'' اور ''مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ'' نے کتابی شکل میں چھاپ بھی دیا ہے۔ ظاہری و باطنی خوبیوں سے مالا مال اس کتاب نے اب الحمدللہ اس کورس سے استفادہ کو بہت آسان کردیا ہے۔

یہاں میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہوں گا قیامت کے دن انسانوں کے دو گروہ ہوں گے ایک گروہ کے چہرے سیاہ ہوں گے اور دوسرے گروں کے چہروں پر نور چمکتا ہوگا۔ قرآن تصریح کے مطابق سیاہ چہروں والے تو عذاب میں گرفتار ہوں گے جب کہ نورانی چہروں والے اللہ کی رحمت میں رہیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بتلائی ہوئی تفسیر کے مطابق سفید اور نورانی چہروں والے اہل السنۃ والجماعۃ ہوں گے اب آپ بتائیے کہ آپ اپنا اور اپنی دوسری بہنوں کا حشر کس گروہ کے ساتھ ہونا پسند کریں گی؟؟؟ ظاہر ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ نوانی چہروں والے گروہ کے ساتھ!

تو آیئے گرمیوں کی چھٹیوں میں بہت ہی مختصر دورانیے کے ان کورسز میں شرکت کریں اور حقیقی اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد مسائل اور اعمال سے آگاہی حاص کرکے اپنی آخرت کو سنواریں۔

اسکولز، کالجز اور مدارس کے ارباب اختیار سے گزارش ہے کہ اپنے اداروں اور حلقہ اثر میں اس بابرکت اور باسعادت صراط مستقیم کورس کا اہتمام کریں۔ اس کورس کو پڑھانے کے لیے معلمین اور معلمات کے لیے مختصر اور جامع ہدایات پر مشتمل کتابچہ بھی موجود ہے۔

روزانہ یا ہفتے میں تین یا چار دن صرف دو تین گھنٹے کی کلاس میں اس کورس کو بآسانی ایک ماہ میں ختم کیا جا سکتا ہے۔ مدیر اعلیٰ کی زیر نگرانی ان شاء اللہ العزیز ملک کے طول و عرض میں اس کورس کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

آئیں تجدید عہد کریں اور اپنے وقت کو قیمتی بنائیں، متاع وقت کی قدر پہچانیں اور کاروان کے چھوٹنے سے پہلے پہلے بیدار ہو جائیں۔ قلیل وقت اور تھوڑی سی محنت کی سرمایہ کاری کریں اور دنیاوی و اخروی سعادتوں اور فوز و فلاح کے الٰہی خزانوں سے وافر حصہ وصول کریں۔ آئیں مل کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں۔

"اھدنا الصراط المستقیم"

صراط مستقیم کورس کتابی شکل میں منگوانے اور مزید تفصیلات جاننے کے لیے ان نمبرز پر رابطہ کریں۔

0346-7357394,0332-6311808

کورس سے متعلقہ تفصیلات جاننے کے لیے ان ای میل ایڈریسز پر بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

markazhanfi@gmail.com

islahunnisa@gmail.com

آج ایک سوال کرنا چاہوں گی آپ سب سے، مکمل پڑھ کر جواب دیجیئے گا، ٹھیک ہے؟

آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری اکثریت بڑے مشہور و معروف مصنفوں کی لکھی ہوئی کتابیں، ناول کہانیاں، تحریریں پڑھنا بڑا پسند کرتی ہے۔ اکثر لوگ میگزین اور مختلف کتابوں میں یہ کہانیاں اور ناولز تلاش کرتے ہیں اور کچھ لوگ یہ سب انٹرنیٹ کی دنیا میں تلاش کرتے ہیں اور بڑے مزے لے لے کر پڑھتے ہیں اور پڑھتے پڑھتے کبھی بور نہیں ہوتے اور بہت غور و فکر کے ساتھ سمجھ سمجھ کر پڑھتے ہیں کوئی ایک لائن سمجھ ناں آئے تو دو تین بار اسی لائن کو پڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ سمجھ آجائے کہ لکھنے والا کہنا کیا چاہ رہا ہے اور یہ سب کہانیاں پڑھ کر بعض دفعہ تو ہماری آنکھوں میں آنسو بھی آجاتے ہیں اور بعض دفعہ پڑھتے پڑھتے ہم ہنس بھی پڑتے ہیں یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ سب پڑھنے میں ہمیں بہت مزا آرہا ہے اور سب سمجھ بھی آرہی ہے ہم پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے کیونکہ ہمیں اس کتاب کے مصنف کی باتیں پسند آجاتی ہیں۔

اب ایک سوال میرے ذہن میں بیٹھ کر پریشان کرتا رہتا ہے وہ یہ کہ ایک بہت ہی مشہور و معروف کتاب ہے اور سب سے زیادہ مفید بھی، اس کتاب میں قصے بھی بڑے زبردست اور رلا دینے والے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ قصے سو فیصد سچے بھی ہیں۔ اس کتاب میں علم کا خزانہ ہے، اس کتاب میں ماضی، حال اور مستقبل سبھی کا ذکر ہے، میں تو اس کتاب کی تعریفیں بیان کرنے سے بالکل قاصر ہوں مگر مجھے یہ بات حیران و پریشان کیے ہوئے ہے کہ ہم لوگوں کی اکثریت اس زبردست مشہور و معروف کتاب کو پڑھنا گوارا ہی نہیں کرتی جبکہ اس کتاب سے بہتر اور مفید کتاب کسی کی بھی نہیں اور ہم میں سے کچھ لوگ ہیں جو پڑھ تو لیتے ہیں اس کتاب کو مگر انہیں مزا ہی نہیں آتا، ناں کچھ سمجھ آتی ہے، ناں وہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ناں کبھی غور کیا اس کتاب

میں کہ آخر کہنے والا کہنا کیا چاہ رہا ہے؟ اس کتاب کو کھولنا ہی آج ہماری اکثریت کو بہت بھاری لگتا ہے اور اگر کبھی کھولنے کی نوبت آجائے تو فورا جمائیوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے یہ ایک ممکنہ علامت ہے کہ پڑھنے والے کو اس کتاب میں شاید کوئی زیادہ دلچسپی نہیں بہت ممکن ہے کہ آپ سب کو میری اس بات سے اتفاق ہوگا، ایسا ہی ہے ناں؟؟؟

تو آئیں ہم دیکھیں کہ آخر وہ کتاب ہے کون سی؟؟؟

قرآن کریم!!!

جی یہی وہ کتاب ہے جسے پڑھنے میں آج ہمیں زیادہ دلچسپی نہیں، جی یہی وہ کتاب ہے جسے آج کھولنا بھی ہم پر بھاری ہے، اگر غلطی سے کھول لیں تو بند کرنے کی جلدی اور پھر جمائیاں اس کتاب سے ہماری محبت اور دلچسپی ظاہر کردیتی ہیں، مخلوق کی لکھی کتاب پڑھ کر آنسو کا آنا، کبھی مسکرانا اور گھنٹوں کتاب کا مطالعہ کرنا اس کتاب کے مصنف سے ہماری دلچسپی کو ظاہر کرتا ہے مگر مخلوق کے خالق کی کتاب میں ہمیں وہ لذت اور مزا کیوں نہیں ملتا؟

اسکی وجہ یہ ہرگز نہیں کہ خالق کی کتاب بورنگ ہے العیاذ باللہ بلکہ وجہ صرف یہ ہے کہ دراصل ہم نے کبھی اس کتاب کو سمجھ کر پڑھا ہی نہیں اور ناں کبھی سمجھنے کی کوشش کی۔ یقیناً ہمارے خالق کی کتاب سب سے عظیم ہے اس میں کوئی شک نہیں کبھی ناولوں کی طرح ہم اپنے خالق کی کتاب کو بھی غور سے سمجھ کر پڑھ کر تو دیکھیں اگر دل میں آخرت کا ڈر و خوف ہے تو آنکھیں خود بھیگ جائیں گی اگر اپنے خالق سے سچی محبت ہے تو اس کی کتاب سے محبت خود بخود ہو جائے گی۔

اَلَمْ یَأنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ

''کیا مومنوں کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کی یاد سے اور جو اللہ عزوجل برحق کی طرف سے نازل ہوا ہے، ان کے دل نرم ہو جائیں؟؟؟''

ہمیں چاہیے کہ یہ سوال ہم سب اپنے آپ سے کریں ہمیں اپنے نامناسب طرزِ عمل کا خود اندازہ ہو جائے گا۔

نمرہ کا اپنے بہن بھائیوں میں آٹھواں اور آخری نمبر تھا نمرہ کی پیدائش اس وقت ہوئی جب چوتھا اور بہن بھائیوں میں سے سب سے چھوٹا بھائی بھی آٹھویں جماعت میں تھا۔ 45 سالہ آسیہ تو نمرہ کی پیدائش پر ایسے شرمندہ تھیں جیسے ان سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو گیا جس سے وہ تائب ہو چکی تھیں لیکن اس میں نہ تو نمرہ صاحبہ کی غلطی تھی کہ وہ اپنی والدہ کی رضا کے بغیر ہی اس دنیا میں تشریف لائی اور نہ ہی آسیہ کو اتنا شرمسار ہونے کی ضرورت تھی کیونکہ یہ تو اللہ کی دین ہے۔ 45 سال کی کیا بات ہے وہ جو بانجھ ہونے کے باوجود 100 سال کی عمر میں اولاد سے نواز سکتا ہے اس کی قدرت کسی کی مرضی یا خواہش کے تابع کوئی تھوڑتی ہے سو ادھر نمرہ دو مہینے کی ہوئی تو اسکی بڑی دو بہنوں نے بھی نمرہ کو خالہ کی سند دے دی تھی۔

آسیہ بیگم نے بڑے آرام سے تیسرے نمبر والی ریحانہ سے کہہ دیا تھا ''اٹھاؤ اس کو لے جاؤ اور سنبھالو میرے پاس نہ لے کر آنا'' تو اس دن سے ریحانہ ہی نمرہ کی ماں بن گئی تھی اور ایسا لگتا تھا جیسے ریحانہ کی جان نمرہ میں ہے۔ نمرہ کے رونے کی آواز سنتے ہی ریحانہ کا دل گھبرانے لگ جاتا وہ اپنے سارے کام چھوڑ کر اسے گود میں لے کر بیٹھ جاتی۔

جوں جوں نمرہ بڑی ہوتی جا رہی تھی اپنی توتلی باتوں اور معصوم حرکتوں سے گھر والوں کی آنکھوں کا تارا بن گئی تھی سوائے نمرہ کے ابا جی اشرف علی کے۔ لیکن ایک دن یہ عقدہ بھی کھل ہی گیا گھر میں کوئی بھی نہیں تھا اور ریحانہ ڈیرے پہ لسی بھیجنے کے لیے جا رہی تھی۔ نمرہ صحن میں کھیل رہی تھی ابا جی نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی جب نگاہ کچھ کھوجنے میں ناکام رہی تو ابا جی نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جھٹ نمرہ کو گود میں اٹھایا اور اس کے نرم نرم گالوں پر بوسوں کی بوچھاڑ کر دی اور پھر جیب میں سے کاٹھے بیروں کی مٹھی بھر کر نمرہ کی جھولی میں ڈال دی۔

قدموں کی آہٹ سنتے ہی اشرف علی فٹافٹ نمرہ کو گود سے اتارنے لگے تو دیکھا سامنے آسیہ بیگم کھڑی تھیں۔ آسیہ بیگم اشرف علی کی کیفیت سمجھ چکی تھیں دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اشرف علی کی شریری ہنسی سے آسیہ بیگم نے شرمیلے سے انداز میں ہنس کر منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا اور ایک لحظہ کے بعد دونوں نمرہ کو یوں پیار کر رہے تھے جیسے وہ کہیں سے سفر سے آئے ہوں یا پھر جیسے نمرہ طویل گمشدگی کے بعد ان کی آغوش میں آئی ہو۔

نمرہ اس اچانک افتاد پر روہانسی ہوگئی اور اس کی متلاشی نگاہیں ریحانہ کو ڈھونڈ رہی تھیں اور ریحانہ یہ منظر رسوئی کے طاق میں سے دیکھ کر محظوظ ہو رہی تھی۔ اشرف علی اور آسیہ بیگم کو نمرہ سے پیار کرتے دیکھ کر ریحانہ کا دل بھی بے قابو ہو رہا تھا کہ وہ تھی ہی اس کی لاڈلی۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ریحانہ بھی صحن میں ابا جی کے پاس پہنچ گئی اس سے پہلے کہ اشرف علی اور آسیہ بیگم طوطا چشمی کرتے تو ریحانہ نے دور سے آوز دے کر کہا ابا جی آج سورج مغرب سے نکل آیا ہے یا پھر میری آنکھیں مجھے دھوکہ دے رہی ہیں امی جی آپ تو مان لیں آپ نے بھی نمرہ کی بہت حق تلفی کی ہے لیکن اب میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ یہ بھی آپ دونوں کی توجہ و محبت و شفقت کی ایسی حق دار ہے جیسے ہم باقی چاروں بہنیں اور تینوں بھائی ہیں۔ ریحانہ نے اشرف علی اور آسیہ بیگم سے یہ وعدہ لے لیا کہ آئندہ وہ نمرہ کو اتنا پیار کریں گے کہ پچھلی کوتاہیوں کا ازالہ بھی ہو جائے۔

اب نمرہ سارے گھر والوں کا کھلونا تھی اشرف علی تو جب تک اپنی روٹی کا پہلا لقمہ نمرہ کو نہ کھلا لیتے تب تک خود کھانا حرام سمجھتے اور آسیہ بیگم کی تو نمرہ گویا کہ دم تھی ہر وقت پیچھے پیچھے پھیرتی رہتی۔ نمرہ پانچ سال کی ہوئی تو ریحانہ اور بڑے بھائی عرفان کی شادی ہوگئی۔ ریحانہ کی رخصتی کے وقت رو رو کر آنکھیں سوج گئی تھیں اس کی عقل یہ بات تسلیم کرنے سے قاصر تھی کہ وہ کیسے نمرہ کے بغیر رہے گی جب کہ نمرہ یہ دیکھ دیکھ کر تالیاں بجا رہی تھی کہ اس کی آپی دلہن بنی بیٹھی تھی یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آپی اسے چھوڑ کر چلی جائے گی۔

وہ تو اپنی خوشی میں پھولے نہ سما رہی تھی کہ آپی بھی دلہن بنی ہوئی اور بڑے بھیا بھی

روپوں کے اتنے زیادہ ہار پہنے ہوئے اور پھولوں والی گاڑی میں ایک پیاری سی دلہن لے کر آئے تھے۔ دلہن دیکھ کر وہ بھی لہنگا لینے کی ضد کرنے لگی تو بڑی آپا شبانہ نے اپنی بیٹی کا لہنگا پہنا کر نمرہ کو دلہن بنا کر ریحانہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ نمرہ تھوڑی ہی دیر میں لہنگے کے جھنجھٹ سے اکتا گئی تو فرزانہ نے اسے ہلکے پھلکے کپڑے پہنائے اور وہ سارا دن تھکی ہونے کے باعث سو گئی۔

شام سات بجے جب نمرہ نے آنکھ کھولی تو اسے یاد آیا کہ آپی ریحانہ دلہن بنی ہوئی تھیں۔ وہ بھاگی بھاگی ساتھ والے کمرے میں گئی تو کمرے میں صرف بڑے بھیا کی دلہن دیکھ کر رونے لگ گئی کہ آپی کہاں گئی ہیں آپی مجھے بھی ساتھ لے کر جائیں۔ نمرہ کو جب چپ کرواتے کرواتے سب کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں کہ اللہ نے یہ کیسا دستور بنایا ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنے جگر کا ٹکڑا ہم دوسروں کو سونپ دیتے ہیں۔

اب نمرہ کی موجیں پہلے جتنی نہیں رہی تھیں، اسکی آپی جو چلی گئی تھیں اور پھر اب وہ بڑی ہو رہی تھی، سکول مدرسہ کی پڑھائی نے بھی خاصا وقت لے لیا تھا، ادھر فرزانہ کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹانا پڑتا تھا۔ نمرہ کو ایسے لگنے لگا جیسے اس کے پیار و محبت کی قاتل اس کی بھابھی ہیں۔ اس کا معصوم ذہن یہ سوچتا تھا کہ بھابھی آئی ہیں تو آپی گئی ہیں بھابھی کے آنے کی وجہ سے آپی کے لیے گھر میں جگہ نہیں تھی اس لیے آپی کو بھیج دیا گیا اور رہی سہی کسر بھابھی کے بیٹے ارسل نے پوری کر دی تھی اب سارے گھر والے ارسل کو اٹھائے اٹھائے پھرتے۔ ارسل تو نمرہ کو بھی اچھا لگتا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اس کے لاشعور میں بیٹھ گئی تھی کہ اب وہ لاڈلی نہیں رہی۔

وقت گزرتا رہا درمیان میں کئی واقعات رونما ہوئے جنہوں نے نمرہ کو حد درجہ سنجیدہ اور کم گو بنا دیا تھا جن میں سب سے زیادہ المناک واقعہ اس کے ابا جی کی اچانک موت تھی۔ اب سب بہن بھائی اپنے آپ میں مگن تھے فرزانہ بھی بیاہ کر چلی گئی اور کامران اور عمران بھی شادی کے بندھن میں بندھ گئے تھے۔ نمرہ بی۔ اے کر کے فارغ ہو چکی تھی گھر کی صفائی ستھرائی، کھانا بنانا، کپڑے برتن وغیرہ دھونا سارا کام اب نمرہ کی ذمہ داری تھا بھابھیاں چھوٹے چھوٹے بچوں والی

تھیں اور پھر اگر ایک کا کام نمرہ کرتی تھی تو دوسرے کہتی کہ کیوں ہماری یہ کچھ نہیں لگتی؟ وہ بھی نمرہ کے سر تھوپ دیتی اور تیسری بھی بھلا کیوں پیچھے رہتی؟

ستم کی بات یہ تھی کہ اتنا کرنے کے باوجود بھی کوئی بھابھی نمرہ سے خوش نہیں تھی کہ وہ ان کی ساری فرمائشیں پوری نہ کر پاتی تھی اور بھائی بھی تب تک ہی راضی رہتے ہیں جب تک انہیں بھابھیاں راضی رہنے دیں ورنہ مرد کو ورغلانا اور اپنی پٹی پہ لگانا عورتوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔کوئی تو صرف زبان پہ ہی یقین کر لیتا ہے، کسی کو رو دھو کر منوا لیا جاتا ہے اور اگر پھر بھی کوئی اکڑا رہے تو بی بی کسی نہ کسی وقت کوئی مشاہدہ کروا کر اپنا حامی بنا ہی لیتی ہے۔الا ماشاءاللہ

آسیہ بیگم حالات کی زد میں آ کر اس قدر مجبور ہو گئی تھیں کہ وہ سارا کچھ دیکھتے سمجھتے ہوئے بھی بیٹوں کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں۔اسی عمر میں بڑی بیٹیاں دو دو بچوں کی مائیں بن چکی تھیں لیکن نمرہ کی شادی کا بھائیوں کے دل میں کبھی خیال تک نہیں آیا تھا۔آسیہ بیگم بیٹوں کی توجہ اس طرف دلانا چاہتیں تو وہ بات ٹال جاتے۔نمرہ کی بہنیں جب سسرال سے آتیں تو نمرہ کو لگتا کہ اس کی بے رونق زندگی میں بھی کوئی خوشی کی ساعت ہے وہ اپنے دل کے پھپھولے بہنوں کے سامنے پھوڑ لیتی۔اگر بہنیں نمرہ کی شادی کا ذکر کرتیں یا کہیں رشتہ کروانے کی کوشش کرتیں تو بھائی ناراض ہوتے کہ ہم مر گئے ہیں کہ اب غیر آ کے ہماری بہن کا بیاہ کریں! ادھر بھابھیاں جہاں بھی رشتہ دیکھنے جاتیں تو کسی کا گھر اچھا نہ لگتا، کہیں لڑکے کا کاروبار پسند نہ آتا، کہیں مالی حالات پسند نہ آتے اور کہیں لڑکے کی شکل میں کیڑے نکالے جاتے۔

نمرہ کے بھائیوں کے مالی حالات بہت اچھے تھے اس لیے ان کی مطابقت کے رشتے آتے تو بھابھیاں کہتیں کہ زیادہ کھاتے پیتے گھر دیں گے تو ان کے حساب سے جہیز بھی دینا پڑے گا کسی متوسط گھرانے میں شادی کریں گے تو ہماری برتری بھی قائم رہے گی اور جہیز بھی کم دینا پڑے گا۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

ذکر الٰہی کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کی طرف دھیان رہے اور اس کی یاد دل میں بسی رہے جن بندوں نے ذکر کا نفع سمجھ لیا ہے اور جن کو اس کی فضیلتیں معلوم ہوگئی ہیں وہ عمر کا ذرا سا حصہ بھی خدا کی یاد سے خالی نہیں جانے دیتے۔ اللہ کا نام لینا اور اللہ کا ذکر کرنا بہت ہی فضیلت رکھتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو حضرت رسول مقبول ﷺ نے نصیحت فرمائی: ''تیری زبان ہر وقت اللہ کی یاد میں تر رہے!'' ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے چند عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''**سبحان اللہ** اور **لاالہ الااللہ** اور **سبحان الملک القدوس** پڑھتی رہا کرو اور انگلیوں پر پڑھا کرو کیونکہ انگلیوں سے پوچھا جائے اور ان کو زبان دی جائے گی اور غافل مت ہو جاؤ ورنہ رحمت سے بھلادی جاؤ گی۔''

حضرت رسول مقبول ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''انسان کی ہر بات اس کے لیے وبال ہے، نفع کی چیز یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات بتادے یا برائی سے روکے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور حضرت رسول مقبول ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ مت بولا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ بولنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ ہے جس کا دل سخت ہو۔''

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ ہر وقت اللہ کا ذکر کرے ہر آدمی اپنی فرصت اور مشغولیت کے اعتبار سے اللہ کے ذکر میں جتنا بھی وقت گزارے، تھوڑا ہے۔ مگر اتنا تو سب ہی کر سکتے ہیں کہ صبح شام سو سو مرتبہ تیسرا کلمہ اور درود شریف اور استغفار پڑھ لیا کریں۔

۱: تیسرا کلمہ: ''**سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر**''

۲: درودشریف: جونسا بھی پڑھنا چاہے اس کو یاد کرلے۔مثلاً یہ پڑھے: ''اللھم صل علی سیدنا محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم''

۳: استغفار: مثلاً یہ پڑھے:''استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ''

ان چیزوں کی بڑی فضیلتیں حدیثوں میں آئی ہیں پہلی چیز یعنی تیسرے کلمہ کے متعلق حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جتنی چیزوں پر سورج نکلتا ہے مجھے اس کلمہ کا ایک دفعہ پڑھ دینا ان سب چیزوں سے زیادہ پیارا ہے۔اور بھی اس کی بہت فضیلت آئی ہے اور درود شریف کے بارے میں حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے اور دس نیکیاں اس کے اعمال نامے میں لکھ دی جائیں گی اور اس کے دس گناہ اعمال نامہ سے کم کردیے جائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کردیے جائیں گے۔سوسو مرتبہ صبح وشام پڑھنے کے علاوہ اور بھی جس قدر ہوسکے ان تینوں چیزوں میں لگے رہنا چاہیے۔

اور ان کے علاوہ تلاوت قرآن مجید میں اپنا وقت لگایا کرو۔اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کام کرتے ہوئے بھی اللہ کا ذکر ہوسکتا ہے اور بڑے درجے حاصل ہوسکتے ہیں۔تلاوت قرآن مجید کا بھی بڑا ثواب ہے روزانہ وقت مقرر کرکے ایک پارہ دو پارہ آدھا پارہ کی تلاوت ضرور کیا کرو۔حدیث شریف میں آیا ہے:''قرآن شریف کی تلاوت کرنے سے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اگر کسی نے ایک مرتبہ صرف الٓم کہا تو اس کو تیس نیکیاں مل گئیں۔''

بعضی سورتوں کی خاص فضیلتیں:

حدیث شریف میں آیا ہے:''ایک مرتبہ سورۃ قل ھو اللہ احد کے پڑھنے سے تہائی قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور سورہ قل یا ایھا الکفرون ایک مرتبہ پڑھنے سے چوتھائی قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور جس نے سورہ یسین شریف ایک مرتبہ پڑھ لی اس

کو دس مرتبہ پورا قرآن شریف پڑھنے کا ثواب ملے گا، اگر کوئی صبح سورہ یسین شریف پڑھ لے تو شام تک اس کی حاجتیں پوری ہوں گی، رات کو سورہ واقعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔''

بہت سے آدمیوں اور خاص کر عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ جہاں دو چار مل کر بیٹھیں تیری میری برائی شروع کر دی، غیبت کر کے گناہ کماتی ہیں یہ بہت برا مرض ہے اپنی کوئی مجلس اللہ کی یاد سے خالی نہ جانے دو! حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کیے بغیر کھڑے ہو گئے وہ ایسے ہیں جیسے مردار گدھے کو کھانے سے اٹھے اور یہ مجلس ان کے لیے حسرت کا سبب بنے گی۔''

ہر وقت اللہ کا ذکر کرو، حدیثوں میں جو ہر وقت کی دعائیں آئی ہیں۔ مثلاً: سوتے وقت کی دعاء اور سو کر اٹھنے کی، صبح وشام کی دعاء، وضو کرتے وقت کی دعاء، کھانے کے بعد کی دعاء، کپڑا پہننے کی دعاء، چاند دیکھنے کی دعاء اور ان کے علاوہ دوسرے وقتوں کی دعائیں یاد کر کے دھیان سے پڑھا کرو ایسا کرنے سے ہر وقت اللہ کی یاد کی مشق ہو جائے گی ایسی دعائیں ہم نے ایک کتاب میں جمع کر دی ہیں جس کا نام ''مسنون دعائیں'' ہے۔☆

مسئلہ: یہ جو مشہور ہے کہ زوال کے وقت اور سورج نکلتے اور سورج چھپتے وقت قرآن شریف پڑھنا یا ذکر میں مشغول رہنا منع ہے، یہ غلط ہے۔ ہاں! ان وقتوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ: تیسرا کلمہ، پہلا کلمہ، درود شریف، استغفار بے وضو پڑھنا درست ہے بلکہ جس پر غسل فرض ہو ان چیزوں کا پڑھنا اس کے لیے بھی درست ہے۔

مسئلہ: قرآن شریف بلا وضو زبانی پڑھنا درست ہے اور بلا وجہ قرآن شریف کا چھونا درست نہیں اور جس پر غسل فرض ہو اس کو نہ تو قرآن شریف پڑھنے کی اجازت ہے نہ قرآن شریف چھونے کی۔

☆یہ کتاب کسی بھی کتب اسلامی کتب خانے سے منگوائی جا سکتی ہے۔

ختم نبوت زندہ باد — ختم نبوت زندہ باد
جسم میں جب تک جان رہے — یہ تیرا ایمان رہے
سدا رہے یہ تجھ کو یاد — ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت ہے ایمان — ختم نبوت دین کی جان
یہ اسلام کی ہے بنیاد — ختم نبوت زندہ باد
اس سے کرے گا جو انکار — وہ اسلام کا ہے غدار
دین ہو اس کا برباد — ختم نبوت زندہ باد
بات یہ ہے بالکل ظاہر — کہیں گے ہم اس کو کافر
جو سمجھے منسوخ جہاد — ختم نبوت زندہ باد
حق منوا کر چھوڑیں گے — باطل کا منہ توڑیں گے
عزم ہمارا ہے فولاد — ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد — ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد — ختم نبوت زندہ باد

انتخاب: حنظلہ حقانی، لاہور

انتخاب: فوزیہ، دیپال پور

کچھ عرصے بعد خون کی خرابی کی وجہ سے ملک میں جا بجا جلسے نکل آئے جس کسی کو ایک میز ایک کرسی اور ایک گلدان میسر آیا، اسی نے جلسے کا اعلان کر دیا۔ جلسوں کے اس موسم میں ایک دن ''مرید پور'' کی انجمن نوجوانان ہند کی طرف سے میرے نام اس مضمون کا ایک خط موصول ہوا: ''آپ کے شہر کے لوگ آپ کے دیدار کے منتظر ہیں ہر کہ دمہ آپ کے روئے انور کو دیکھنے اور آپ کے پاکیزہ خیالات سے مستفید ہونے کے لیے بے تاب ہیں مانا ملک بھر کو آپ کی ذات بابرکات کی ازحد ضرورت ہے لیکن وطن کا حق سب سے زیادہ ہے کیونکہ

خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر

اسی طرح کی تین چار براہین قاطعہ کے بعد مجھ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ آپ یہاں آ کر لوگوں کو ہندو، مسلم اتحاد کی تلقین کریں۔

خط پڑھ کر میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی لیکن جب ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا تو رفتہ رفتہ باشندگان ''مرید پور'' کی مردم شناسی کا قائل ہو گیا۔ میں ایک کمزور انسان ہوں اور پھر لیڈری کا نشہ ایک لمحے میں چڑھ جاتا ہے اس ایک لمحے کے اندر مجھے اپنا وطن بہت ہی پیارا معلوم ہونے لگا، اہل وطن کی بے حسی پر بڑا ترس آیا۔ ایک آواز نے کہا: ''ان بیچاروں کی بہبودی اور رہنمائی کا ذمہ دار تو ہی ہے تجھے خدا نے تدبیر کی قوت بخشی ہے ہزار ہا انسان تیرے منتظر ہیں۔ اٹھ! کہ سینکڑوں لوگ تیرے لئے ماحضر لیے بیٹھے ہوں گے۔'' چنانچہ میں نے ''مرید پور'' کی دعوت قبول کر لی اور لیڈرانہ انداز میں بذریعہ تار اطلاع دی کہ پندرہ دن کے بعد فلاں ٹرین سے مرید پور پہنچ جاؤں گا سٹیشن پر کوئی شخص نہ آئے۔ ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اپنے اپنے کام میں مصروف

رہے۔ ہندوستان کو اس وقت عمل کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد جلسے کے دن تک میں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اپنی ہونے والی تقریر کی تیاری میں صرف کر دیا طرح طرح کے فقرے دماغ میں صبح وشام پھرتے رہے۔ ''ہندو اور مسلم بھائی بھائی ہیں، ہند اور مسلم شیر وشکر ہیں، ہندوستان کی گاڑی کے دو پہیے اے میرے دوستو! ہندو اور مسلمان ہی تو ہیں، جن قوموں نے اتفاق کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا وہ اس وقت تہذیب کے نصف النہار پر ہیں جنہوں نے نفاق اور پھوٹ کی طرف رجوح کیا تاریخ نے ان کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔'' وغیرہ وغیرہ۔

بچپن کے زمانے میں کسی درسی کتاب میں ''سنا ہے کہ دو بیل رہتے تھے اک جا'' والا واقعہ پڑھا تھا اسے نکال کر نئے سرے سے پڑھا اور اس کی تمام تفصیلات کو نوٹ کر لیا پھر یاد آیا کہ ایک اور کہانی بھی پڑھی تھی جس میں ایک شخص مرتے وقت اپنے تمام لڑکوں کو بلا کر لکڑیوں کا ایک گھٹا ان کے سامنے رکھ دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ اس گھٹے کو توڑو! وہ توڑ نہیں سکے پھر اس گھٹے کو کھول کر ایک ایک لکڑی ان سب کے ہاتھ میں دیتا جسے وہ آسانی سے توڑ لیتے ہیں اس طرح وہ اتفاق کا سبق اپنی اولاد کی ذہن نشین کراتا ہے، اس کہانی کو بھی لکھ لیا۔ تقریر کا آغاز سوچا تو کچھ اس طرح کی تمہید مناسب معلوم ہوئی کہ

پیارے ہم وطنو!

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے
فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس وپیش منڈلا رہی ہے
یہ چاروں طرف سے ندا آ رہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہوگئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

ہندوستان کے جس مایہ ناز شاعر یعنی مولانا الطاف حسین حالی نے آج سے کئی برس پیشتر یہ اشعار قلم بند کیے تھے اس کو کیا معلوم تھا کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا اس کے لیے یہ الم ناک الفاظ روز بروز صحیح تر ہوتے جائیں گے آج ہندوستان کی یہ حالت ہے......وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد سوچا کہ ہندوستان کی حالت کا ایک دردناک نقشہ کھینچوں گا، افلاس غربت اور بغض وغیرہ کی طرف اشارہ کروں گا اور پھر پوچھوں گا کہ اس کی وجہ آخر کیا ہے؟ ان تمام وجوہ کو دہراؤں گا جو لوگ اکثر بیان کرتے ہیں۔ مثلاً غیر ملکی حکومت، آب وہوا اور مغربی تہذیب لیکن ان سب کو باری باری غلط قرار دوں گا اور پھر اصلی وجہ بتاؤں گا کہ اصل وجہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا نفاق ہے آخر میں اتحاد کی نصیحت کروں گا اور تقریر کو اس شعر پر ختم کروں گا کہ

آعندلیب مل کر کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

دس بارہ دن اچھی طرح غور کر لینے کے بعد میں نے اس تقریر کا ایک خاکہ سا بنا لیا اور اس کو ایک کاغذ پر نوٹ کر لیا۔ تاکہ جلسے میں اسے اپنے سامنے رکھ کر تقریر کرسکوں۔ وہ خاکہ کچھ یوں ہے:

1: تمہید۔ اشعار حالی (بلند دردناک آوز سے پڑھو)

2: ہندوستان کی موجودہ حالت

(الف) افلاس

(ب) بغض

(ج) قومی رہنماؤں کی خود غرضی

3: اس کی وجہ کیا غیر ملکی حکومت ہے؟ نہیں

کیا آب وہوا ہے؟ نہیں

کیا مغربی تہذیب ہے؟ نہیں

تو پھر کیا ہے؟ (وقفہ جس کے دوران میں مسکراتے ہوئے تمام حاضرین جلسہ پر ایک نظر ڈالوں)

4: بتاؤں کہ کس وجہ سے ہندوؤں اور مسلمانوں کا نفاق ہے۔ (نعروں کے لیے وقفہ) اس کا نقشہ کھینچوں فسادات وغیرہ کا ذکر کرکے حیرت انگیز آواز میں کروں۔

(اس کے بعد شاید چند نعرے بلند ہوں ان کے لیے ذرا ٹھہر جاؤں)

5: خاتمہ۔ عام نصائح۔ خصوصاً اتحاد کی تلقین (شعر)

(اس کے بعد انکساری کے انداز میں جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ جاؤں اور لوگوں کی داد کے جواب میں ایک ایک لمحے کے بعد حاضرین کو سلام کرتا رہوں گا۔)

اس خاکے کو تیار کر چکنے کے بعد جلسے کے دن تک ہر روز اس پر ایک نظر ڈالتا رہا اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر بعض معرکۃ الآراء فقروں کی مشق کرتا رہا نمبر 3 کے بعد کی مسکراہٹ کی خاص مشق بہم پہنچائی، کھڑے ہو کر دائیں سے بائیں گھومنے کی عادت ڈالی تاکہ تقریر کے دوران میں آواز سب طرف پہنچ سکے اور سب لوگ اطمینان کے ساتھ ایک ایک لفظ سن لیں۔

''مرید پور'' کا سفر آٹھ گھنٹے کا تھا۔ راستے میں سانگا کے سٹیشن پر گاڑی بدلنی پڑتی تھی انجمن نوجوانان ہند کے بعض جوشیلے ارکان وہاں استقبال کو آئے ہوئے تھے انہوں نے ہار پہنائے اور کچھ پھل وغیرہ کھانے کو دیے۔ سانگا سے ''مرید پور'' تک ان کے ساتھ اہم سیاسی مسائل پر بحث کرتا رہا جب گاڑی ''مرید پور'' پہنچی تو اسٹیشن کے باہر کم از کم تین ہزار آدمیوں کا ہجوم تھا جو متواتر نعرے لگا رہا تھا میرے ساتھ جو ''والنٹیر'' تھے انہوں نے کہا سر باہر نکالئے! لوگ دیکھنا چاہتے ہیں میں نے حکم کی تعمیل کی ہار میرے گلے میں تھے ایک سنگترہ میرے ہاتھ میں تھا مجھے دیکھا تو لوگ اور بھی جوش کے ساتھ نعرہ زن ہوئے بمشکل تمام باہر نکلا، موٹر پر بٹھا کر جلسہ گاہ کی طرف چلا۔

جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو ہجوم پانچ چھ ہزار تک پہنچ چکا تھا جو یک آواز ہو کر میرا نام لے لے کر نعرے لگا تا رہا، دائیں بائیں سرخ سرخ جھنڈوں پر مجھ خاکسار کی تعریف میں چند

کلمات بھی درج تھے۔ مثلاً ''ہندوستان کی نجات تمھی سے ہے''

''مرید پور کے فرزند خوش آمدید''

''ہندوستان کو اس وقت عمل کی ضرورت ہے''

مجھ کو اسٹیج پر بٹھایا گیا، صدر جلسہ نے لوگوں کے سامنے مجھ سے بغل گیر ہو کر میری پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر اپنی تعریفی تقریر یوں شروع کی:

''حضرات! ہندوستان کے جس نامی گرامی اور بلند پایہ لیڈر کو آج کے جلسے میں تقریر کرنے کے لیے بلایا گیا ہے......''

یہ لفظ سن کر میں نے تقریر کے تمہیدی فقروں کو یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اس وقت ذہن اس قدر مختلف تاثرات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا کہ نوٹ دیکھنے کی ضرورت پڑی۔ جیب میں ہاتھ ڈالا تو ہاتھ پاؤں میں یک لخت ایک خفیف سی خنکی محسوس ہوئی، دل کو سنبھالا کہ ٹھہرو ابھی اور کئی جیبیں ہیں، گھبراؤ نہیں! رعشے کے عالم میں سب جیبیں دیکھ ڈالیں لیکن وہ کاغذ کہیں نہ ملا۔ تمام ہال آنکھوں کے سامنے چکر کھانے لگا، دل نے زور زور سے دھڑکنا شروع کیا۔ ہونٹ خشک ہوتے محسوس ہوئے۔ دس بارہ دفعہ تمام جیبوں کو ٹٹولا لیکن کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ جی چاہا کہ زور زور سے رونا شروع کر دوں بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ صدر جلسہ اپنی تقریر برابر کر رہے تھے:

''مرید پور کا شہر ان پر جتنا بھی فخر کرے، کم ہے۔ ہر صدی اور ہر ملک میں صرف چند ہی ایسے پیدا ہوتے ہیں جن کی ذات نوع انسانی کے لیے......''

خدایا! اب میں کیا کروں؟ ایک تو ہندوستان کی حالت کا نقشہ کھینچنا ہے، نہیں! اس سے پہلے یہ بتانا ہے کہ ہم کتنے نالائق ہیں۔ نالائق کا لفظ غیر موزوں ہوگا جاہل کہنا چاہیے یہ بھی ٹھیک نہیں غیر مہذب......

''ان کی اعلیٰ سیاست دانی ان کا قومی جوش اور مخلصانہ ہمدردی سے کون واقف نہیں؟ یہ سب باتیں تو خیر آپ جانتے ہیں لیکن تقریر کرنے میں جو ملکہ ان کو حاصل ہے......'' صدر جلسہ برابر کہہ

رہے تھے۔

ہاں وہ تقریر کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ ہندو مسلم اتحاد پر تقریر چند نصیحتیں ضرور کرنی ہیں لیکن وہ تو آخر میں ہیں وہ بیچ میں مسکرانا کہاں تھا؟

''میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے دل ہلا دیں گے اور آپ کو خون کے آنسو رلائیں گے......'' صدر جلسہ کی آواز نعروں میں ڈوب گئی۔

دنیا میری آنکھوں کے سامنے تاریک ہو رہی تھی اتنے میں صدر جلسہ نے مجھ سے کہا مجھے الفاظ بالکل سنائی نہ دیے اتنا محسوس ہوا کہ تقریر کا وقت سر پر آن پہنچا ہے اور مجھے اپنی نشست پر سے اٹھنا ہے چنانچہ ایک نامعلوم طاقت کے زیر اثر اٹھا، کچھ لڑ کھڑایا لیکن پھر سنبھل گیا میرا ہاتھ کانپ رہا تھا ہال میں ایک شور تھا میں بیہوشی سے ذرا ہی دور تھا اور نعروں کی گونج ان لہروں کے شور کی طرح سنائی دے رہی تھیں جو ڈوبتے ہوئے انسان کے سر پر سے گزر رہی ہوں۔

تقریر شروع کہاں سے ہوتی ہے؟ لیڈرں کی خود غرضی بھی ضرور بیان کرنی ہے اور کیا کہنا ہے؟ ایک کہانی بھی تھی بگلے اور لومڑی کی کہانی نہیں ٹھیک ہے دو بیل......''

اتنے میں ہال میں سناٹا چھا گیا لوگ سب میری طرف دیکھ رہے تھے میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور سہارے کے لیے میز کو پکڑ لیا میرا دوسرا ہاتھ بھی کانپ رہا تھا وہ بھی میں نے میز پر رکھ دیا اس وقت معلوم ہو رہا تھا جیسے میز بھاگنے کو ہے اور میں اسے روکے کھڑا ہوں میں نے آنکھیں کھولیں اور مسکرانے کی کوشش کی گلا خشک تھا بصد مشکل میں نے کہا کہ:

''پیارے ہم وطنو!''

آوز خلاف توقع بہت ہی باریک اور منحنی سی نکلی۔ ایک دو شخص ہنس دیے میں نے گلے کو صاف کیا تو اور کچھ لوگ ہنس پڑے۔ میں نے جی کڑا کے زور سے بولنا شروع کیا پھیپھڑوں پر یک لخت جو یوں زور ڈالا تو آواز بہت ہی بلند نکل آئی، اس پر بہت سے لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ہنسی تھمی تو میں نے کہا:

''پیارے ہم وطنو!''

اب کے لوگوں کی ہنسی سے میں بھنا گیا اپنی توہین پر بڑا غصہ آیا، ارادہ کیا کہ اس دفعہ جو منہ میں آیا کہہ دوں گا ایک دفعہ تقریر شروع کر دوں تو پھر کوئی مشکل نہ رہے گی۔

''پیارے ہم وطنو! بعض لوگ کہتے کہ ہندوستان کی آب وہوا خراب یعنی ایسی ہے کہ ہندوستان میں بہت سے نقص ہیں سمجھے آپ؟ (وقفہ......) نقص ہیں لیکن یہ بات یعنی امر جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے گویا چنداں صحیح نہیں......''

''گویا چنداں صحیح نہیں'' (قہقہہ)

حواس معطل ہو رہے تھے سمجھ میں نہ آتا تھا کہ آخر تقریر کا سلسلہ کیا تھا؟ یک لخت بیلوں کی کہانی یاد آئی اور راستہ کچھ صاف ہوتا دکھائی دیا۔

''ہاں تو بات اصل یہ ہے کہ ایک جگہ دو بیل اکھٹے رہتے تھے جو باوجود آب وہوا اور غیر ملکی حکومت کے......'' (زور کا قہقہہ)

یہاں تک پہنچ کر محسوس کیا کہ کلام کچھ بے ربط سا ہو رہا ہے۔ میں نے کہا چلو وہ لکڑی کے گھٹے کی کہانی شروع کر دیں۔ مثلاً آپ لکڑیوں کے ایک گھٹے کو لیجیے لکڑیاں اکثر مہنگی ملتی ہیں وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں افلاس بہت ہے گویا چونکہ اکثر لوگ غریب ہیں اس لیے گویا لکڑیوں کا گھٹا یعنی آپ دیکھئے نا کہ اگر......'' (بلند اور طویل قہقہہ)

''حضرات! اگر آپ نے عقل سے کام نہ لیا تو آپ کی قوم فنا ہو جائے گی نحوست منڈلا رہی ہے'' (قہقہے اور شور غوغا......اسے باہر نکالو ہم نہیں سنتے)

شیخ سعدی نے کہا کہ: چو از قومے یکے بے دانشی کرد (آوز آئی: کیا بکتا ہے؟)

''خیر! اس بات کو جانے دیجئے بہر حال اس بات میں تو کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ:

آ عندلیب مل کر کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

اس شعر نے دوران خون کو تیز کردیا۔ساتھ ہی لوگوں کا شور بھی زیادہ ہوگیا چنانچہ میں بڑے جوش سے بولنے لگا: ''جو قومیں اس وقت بیداری کے آسمان پر چڑھی ہوئی ہیں ان کی زندگیاں لوگوں کے لیے شاہراہ ہیں اور ان کی حکومتیں چار دانگ عالم کی بنیادیں ہلا رہی ہیں......'' (لوگوں کا شوراور ہنسی اور بھی بڑھتی گئی)

''آپ کے لیڈروں کے کانوں پر خودغرضی کی پٹی بندھی ہوئی ہے دنیا کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ زندگی کے وہ تمام شعبے......''

لوگوں کا غوغا اور قہقہے اتنے بلند ہوگئے کہ میں اپنی آواز بھی نہ سن سکتا تھا اکثر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہے تھے...... میں سر سے پاؤں تک کانپ رہا تھا ہجوم میں سے کسی شخص نے پہلے قطرے کی طرح ہمت کر کے سگریٹ کی ایک خالی ڈبیا مجھ پر پھینک دی اس کے بعد چار پانچ کاغذوں کی گولیاں میرے اردگرد سٹیج پر آگریں لیکن میں نے اپنی تقریر کا سلسلہ جاری رکھا۔

''حضرات! تم یادرکھو تم تباہ ہوجاؤ گے......''

''تم دو بیل ہو......''

لیکن جب بوچھاڑ بڑھتی ہی گئی تو میں نے اس نامعقول مجمع سے کنارہ کشی ہی مناسب سمجھی اسٹیج سے پھلانگا اور زقند بھر کے دروازے سے باہر کا رخ کیا ہجوم بھی میرے پیچھے لپکا میں نے مڑ کر پیچھے نہ دیکھا بلکہ سیدھا بھاگتا گیا۔

وقتاً فوقتاً بعض نامناسب کلمے میرے کانوں تک پہنچ رہے تھے ان کو سن کر میں نے اپنی رفتار اور بھی تیز کردی اور سیدھا اسٹیشن کا رخ کیا ایک ٹرین پلیٹ فارم پر کھڑی تھی میں بے تحاشا اس میں گھس گیا ایک لمحے کے بعد وہ ٹرین وہاں سے چل دی۔

اس دن کے بعد آج تک نہ ''مرید پور'' والوں نے مجھے مدعو کیا نہ مجھے خود وہاں جانے کی کبھی خواہش پیدا ہوئی ہے۔

بچہ محبت کی زبان جلد سمجھتا ہے۔آپ کی محبت بچے سے مختلف طریقوں سے ظاہر ہوتی ہے مثلاً کبھی آپ اس کو سوتے ہوئے بھی جاگنے کے انتظار کیے بغیر اس کا بوسہ لیتی ہیں کبھی ذرا سا بچہ رو دیا تو فوراً چوم چاٹ کر سہلایا اور لوریاں دے کر نیند کی آغوش میں سلا دیا۔

ہاں! یہ الگ بات ہے کہ جب آپ کام میں مصروف ہوتی ہیں تو پھر فوراً ''منے کے ابا منے کو ذرا دیکھنا'' کے الفاظ آپ بڑی بے ساختگی میں کہہ جاتی ہیں۔اب ''منے کا ابا'' بیچارہ اسے چپ کرانے کے لیے کئی پاپڑ بیلتا ہے، کبھی اس کے سامنے اووو ے اووو ے او ئے...... کہہ کر خاموش کرانے کی کوشش کرتا ہے، کبھی چٹکی بجا کر، کبھی تالیاں بجا کر، کبھی سامنے بڑی عجیب وغریب انداز میں بلی، بکرے اور طوطے کی آوازیں نکال کر، کبھی بیچارے ''منے کے ابا'' اس کو چپ کرانے کے لئے گھٹنوں کے بل چل کر گائے بھینس کی نقل اتار کر اور کبھی بے معنی اوٹ پٹانگ فضول اور مہمل الفاظ بول کر۔ وغیرہ وغیرہ

اس کے بعد تعلیم وتربیت کی باری آتی ہے تو اچھے مکتب کی تلاش جاری ہو جاتی ہے تاکہ برخوردار بڑے ہو کر انجینئر ، ڈاکٹر یا پروفیسر بن سکیں۔مکتب اور مدرسہ کی تعلیم کا عرصہ یہ بچے کی زندگی کا اہم ترین زمانہ ہوتا ہے اب آپ کے لیے وہ نازک ترین مرحلہ آتا ہے کہ: ''پیار یا مار؟ مار نہیں پیار، مار ہی مار، پیار ہی پیار یا پھر پیار کی مار؟'' مذکورہ صورتوں میں آپ کا صحیح انتخاب اس کے فرخندہ فرجام کا ضامن ہوتا ہے۔

لیکن! سوال یہ ہے کہ صحیح انتخاب کون سا ہوگا؟ کبھی غلبہ محبت میں آپ ''پیار ہی پیار'' کو صحیح قرار دیں گی اور کبھی بگڑتی صورتحال کے ہاتھوں تنگ آ کر ''مار ہی مار'' کو درست قرار دے بیٹھیں گی۔ ہاں! یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت آپ سوچ و بچار کی وادی میں ''پیار یا مار؟'' کا ہی

فیصلہ نہ کر پائیں اور وقت آپ کے ہاتھوں سے نکل جائے۔ باقی اس بات کو آپ بھی بخوبی سمجھ سکتی ہیں کہ ''مار نہیں پیار'' کا سلوگن آپ کے بچے کے مستقبل کو روشن کے بجائے تاریک بھی کر سکتا ہے۔

میری مانیں! لاکھ بات کی ایک بات!

ایک ہی طریقہ موثر سمجھیں ''پیار کی مار'' یعنی جہاں پیار کی ضرورت ہو تو تعلیمات نبوی ﷺ پر عمل کریں اور بچوں میں مساوات قائم کریں ورنہ آپ کا یہ ننھا سا بچہ احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اسلام اور ملک وقوم کی خدمت نہ کر پائے گا اور آپ پر بھی وہ وعیدیں صادق ہونا شروع ہو جائیں گی جن کا ذکر اس باب میں بکثرت ملتا ہے اور جہاں تربیت پیش نظر ہو وہاں وہ فرامین رسول اللہ ﷺ بھی ملحوظ رکھیں جس میں تادیبی کارروائی کا ایک گونہ حکم ہے۔ مثلاً: اپنے بچے کو نماز کی عادت ڈالو جب وہ سات سال کا ہو، جب دس سال کی عمر میں پہنچے اگر نماز نہ پڑھے تو تھپڑ مار کر نماز پڑھواؤ۔

''پیار کی مار'' کا فارمولہ آپ کے بچے کی زندگی کو صحیح نہج پر گامزن کرے گا اور یہ جوان ہو کر جہاں دیندار ہو گا وہاں دنیاوی کامیابیاں بھی اس کے قدم چومیں گی۔

میرے خیال میں ہر والدین کی تمنا یہی ہوتی ہے اور یقیناً یہی ہوتی ہے کہ ان کا بچہ دنیا میں بھی عزت کمائے اور آخرت میں بھی کامیاب ہو۔ سو اس کے لیے یہ طریقہ مجرب ہے۔

میٹھی مرچیں

مراسلہ: ارسلان رانا، فاروق آباد

''مجھے ڈاکٹر سے ملنا ہے۔''

''فرمائیں، میں ڈاکٹر ہوں اور یہاں پر پریکٹس کرتا ہوں۔''

''میں اپنے علاج کے لیے حاضر ہوا ہوں، مجھے ڈاکٹر سے ملنا ہے۔''

''میں نے عرض کیا ہے کہ میں ہی یہاں پر پریکٹس کر رہا ہوں۔''

''مجھے پریکٹس کرنے والا نہیں چاہیے، ڈاکٹر چاہیے ورنہ میں طبعی موت مرنا پسند کروں گا۔''

پتہ نہیں...... کتنے زمانے بیتے...... کتنے؟؟؟...... نہیں...... اتنے زیادہ بھی نہیں...... پھر کتنے؟؟؟......چلو اس بات کو چھوڑو...... جتنے بھی بیتے...... یہ سنو کہ ہوا کیا؟

☆☆☆

کسی جگہ ایک بہت بڑا پھل دار درخت تھا اور روزانہ ایک بچہ وہاں آ کر اس درخت کے اردگرد کھیلا کرتا تھا وہ بچہ اس درخت کی ٹہنیوں سے چمٹ چمٹ کر اس کی چوٹی پر چڑھتا اس کے پھل کھاتا اور تھک کر اس کے سائے کے نیچے لیٹ کر مزے سے اونگھتا۔ وہ بچہ اس درخت سے محبت کرتا تھا اور وہ درخت بھی اس سے محبت کرتا تھا اور اس کے ساتھ کھیلنا پسند کرتا تھا۔ وقت گذرا اور بچہ بڑا ہو گیا اب وہ ہر روز درخت کے اردگرد نہیں کھیلتا تھا، بلکہ کبھی کبھی آتا اور درخت کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا جاتا۔

ایک دن بچہ آیا لیکن وہ دکھی تھا درخت نے کہا ’’آؤ میرے ساتھ کھیلو‘‘ بچے نے جواب دیا ’’میں اب اتنا چھوٹا نہیں رہا کہ درختوں کے اردگرد کھیلوں، مجھے کھلونے چاہیں، اور کھلونے خریدنے کے لیے مجھے پیسے درکار ہیں۔‘‘ درخت نے کہا ’’میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ تم میرے سارے کے سارے پھل لے لو اور انہیں بیچ دو تا کہ تمہیں پیسے مل جائیں۔‘‘ بچہ بہت ہی خوش ہو گیا وہ درخت پر چڑھا، سارے پھل توڑ لیے اور خوشی خوشی وہاں سے چلا گیا درخت نے اپنے سارے پھل کھو دیے لیکن پھل کھونے کا غم اس خوشی سے بہت ہی کم تھا جو اسے بچے کو خوش دیکھ کر ہوئی تھی۔ درخت کی خوشی کچھ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی کیونکہ بچہ پھل لے جانے کے بعد واپس نہیں آیا تھا۔

☆☆☆

پھر ایک دن اچانک وہ بچہ واپس آ گیا لیکن اب وہ ایک مرد بن چکا تھا درخت اُس کے آنے پر بہت ہی زیادہ خوش ہوا اور اس سے کہا ''آؤ میرے ساتھ کھیلو'' اس نے جواب دیا ''میرے پاس کھیل کے لیے وقت نہیں کیونکہ مجھے اپنے بیوی بچوں کے لیے کام کرنا ہے ہمیں ایک گھر چاہیے جو ہمیں تحفظ دے سکے کیا تم میری مدد کر سکتے ہو؟'' درخت بولا: ''مجھے افسوس ہے میرے پاس تو کوئی گھر نہیں لیکن تم اپنا گھر بنانے کے لیے میری ٹہنیاں اور شاخیں کاٹ سکتے ہو۔'' اس آدمی نے درخت کی ساری ٹہنیاں اور شاخیں لے لیں اور پھر اسی طرح خوشی خوشی چلا گیا جس طرح وہ پہلے اس کے پھل لے کر چلا گیا تھا۔ درخت اس کو خوش دیکھ کر پھر سے بہت خوش ہوا اگرچہ وہ اپنی ساری شاخوں سے محروم ہو چکا تھا۔

وہ آدمی ایک دفعہ پھر غائب ہو گیا اور درخت کے پاس واپس نہ آیا درخت ایک دفعہ پھر اکیلا ہو گیا، دکھی ہو گیا۔ پھر ایک لمبے عرصے کے بعد، گرمیوں کے ایک گرم دن میں وہ آدمی واپس آیا اور درخت کی خوشی ایک دفعہ پھر انتہاء کو چھونے لگی کہ اب شاید یہ میرے ساتھ کھیلے۔

''آؤ میرے ساتھ کھیلو'' درخت نے کہا

آدمی نے درخت سے کہا

''میں اب تجارت کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ کسی دریا میں کشتی رانی کرتے ہوئے کسی تجارتی شہر میں جا پہنچوں، کیا تم مجھے ایک کشتی دے سکتے ہو؟''

درخت نے کہا: ''تم میرا تنا لے کر اس کی کشتی بنا لو اس طرح تُم اس کے ذریعے دور تک جا سکتے ہو اور خوش ہو سکتے ہو۔''

اس آدمی نے درخت کا تنا کاٹ لیا اور اس کی کشتی بنا لی اور پھر آدمی کشتی میں سوار ہو کر چلا گیا اور ایک لمبی مدت تک واپس نہ آیا آخر کار دیر تک غائب رہنے کے بعد وہ آدمی واپس آیا اسے دیکھ کر درخت نے دکھ سے کہا ''مجھے افسوس ہے میرے بیٹے کہ اب میرے پاس تمہیں دینے کے لیے اور کچھ نہیں اور تمہارے لیے اب اور پھل بھی نہیں ہیں۔''

''کوئی بات نہیں اب میرے دانت بھی نہیں جن سے میں پھل کو کاٹ سکتا۔''

''تمہارے کودنے پھاندنے کے لیے اب میرا تنا بھی نہیں۔''

''میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں ایسا کام نہیں کرسکتا۔''

''میرے بیٹے اب میرے پاس واقعتاً کچھ بھی نہیں جو میں تمہیں دے سکوں، اب صرف میری مرتی ہوئی جڑیں ہی بچی ہیں۔''

''اب مجھے صرف کوئی ایسی جگہ چاہیے جہاں میں سکون سے آرام کرسکوں۔''

''بہت اچھی بات ہے بوڑھے درخت کی بوڑھی جڑیں تمہارے آرام کرنے کے لیے بہت اچھی جگہ ہیں آؤ میرے ساتھ بیٹھو تاکہ تم سکون پاؤ، آجاؤ''

آدمی درخت کے پاس آبیٹھا، درخت پھر سے خُوش ہوگیا، مسکرانے لگا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

☆☆☆

کہانی تو...... زبردست ہے...... لیکن...... یہ درخت...... ہے کون؟؟؟...... اور...... کتنے زمانے...... بیتے اس...... کہانی کو؟؟؟

درخت کون ہے...... یہ مجھ سے نہ پوچھو...... خود تلاش کرو...... البتہ سنو...... میں تمہیں...... یہ بتائے دیتا ہوں...... کہ اس کہانی کو...... اگرچہ بہت...... صدیاں بیتیں...... لیکن نہیں...... یہ کہانی...... اتنی بھی پرانی نہیں...... بلکہ...... پرانی ہی نہیں...... اور...... یہ بھی سنو...... اگر تم سن سکتے ہو کہ...... کہ وہ بچہ...... وہ بچہ...... تم خود ہو...... اور...... اور...... یہ تمہاری ہی...... کہانی ہے...... اگرچہ تم...... اس سے آنکھیں...... موندے ہوئے ہو۔ چلو اٹھو...... اب پہچانو...... اپنے درخت کو...... اپنی اصل کو...... اور ہاں...... یہ بھی سنو...... کہ تم اب...... وہ وقت نہ لانا...... کہ اس کی آنکھوں میں...... آنسو دیکھے جائیں...... اور اس کی وجہ...... تم ہو۔

رب ارحمهما كما ربياني صغيراً

میں آپ کو اپنی بہن کی کہانی سناتی ہوں جو آج اس دنیا میں نہیں ہے جب وہ زندہ تھی تب بھی اسے اپنے سے زیادہ اپنے بہن، بھائیوں اور والدین کی فکر ہوتی تھی اور ہر وقت وہ ان کی خدمت کرتی تھی، لیکن فوت ہونے سے آٹھ دن پہلے اچانک بیٹھی بیٹھی مجھ سے کہنے لگی: ''کاپی اور پنسل دو۔'' میں نے بے پرواہی سے کہہ دیا: ''خود ہی ڈھونڈ لو۔'' وہ خود اٹھی، کاپی پنسل لی اور کچھ لکھنے بیٹھ گئی، جب فارغ ہوئی تو وہ کاپی الماری میں رکھ دی اور میں نے بھی نہیں دیکھا کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ جب آٹھ دن کے بعد وہ بیمار ہوگئی اور اسی رات وہ اس جہاں سے اس جہاں کی مسافر بن گئی تو تب ہمیں اس کی ہر چیز بہت یاد آئی۔

میں نے وہ کاپی دیکھی جس میں اس نے لکھا تھا: ''دنیا کی اس منزل سے کوئی شخص بھی سلامت نہیں گزرا ہر مسافر نے راستے میں کچھ نہ کچھ سامان ضرور لٹا دینا ہے، کسی شخص کی سیرت کا نمایاں پہلو سچائی ہوتی ہے، اب تمام لوگ مال و دولت میں کھیل رہے ہیں، انسان کو اپنی آسائشوں پر غرور نہیں کرنا چاہیے یہ نعمتیں ہمیشہ انسان کے پاس نہیں رہتی، موت آنے پر انسان کا سارا غرور خاک میں مل جائیگا، اس وقت انسان پچھتائے گا اور بے بس ہوگا۔ خدا کی محبت کا اہل اور اس کے پیار کا مستحق بننے کے لئے ضروری ہے کہ پیغمبر ﷺ کے عملی پیروی اور اتباع کو اپنا شعار بنایا جائے، یہ دنیا انسانی مزاجوں اور انسانی صلاحیتوں کے اختلاف کا نام ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی جامع شخصیت کے سوا ان کی کوئی آخری اور عالمگیر راہنمائی نہیں کر سکتا۔''

اور اس کے علاوہ اس کاپی میں آپ ﷺ کی سیرت کے بارے میں لکھا تھا اور آج مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ کاش! میں اسے کاپی ڈھونڈ کر دے دیتی!!

روحانی علاج

ابوالسمعان المدنی

حافظہ میں ترقی:

اچھا ذہن اور مضبوط حافظہ اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے اگر یہ نعمت میسر ہوتو خالق ارض وسماء کی حمد وثناء کرنی چاہیے اور اس نعمت میں مزید ترقی کی دعا مانگنی چاہیے اور اگر حافظہ میں کمزوری یا دماغ میں ضعف محسوس ہوتا ہوتو درج ذیل باتوں کا اہتمام کریں:

۱: یادرکھیں کہ صحت مند جسم میں صحت مند دماغ ہوتا ہے جسمانی صحت کا خیال رکھیں۔

۲: تلی ہوئی اور مرغن غذاؤں کی بجائے سادہ اور قدرتی اشیاء استعمال کریں فطرت سے جتنا زیادہ قریب ہوں گے جسم اور روح اسی قدر مضبوط اور ہشاش بشاش رہیں گے۔

۳: سب سے ضروری بات یہ کہ گناہوں سے مکمل پرہیز کریں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شکوت الی وکیع سوء حفظ
فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم نور من الہ
ونور اللہ لا یعطی لعاص

میں نے اپنے استاذ حضرت وکیع رحمہ اللہ سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے باز رہو کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا نور گناہ گاروں کو نہیں دیا کرتے۔

۴: حافظہ کی مضبوطی اور قوت فہم میں اضافہ کے لیے درج ذیل اعمال کا اہتمام کریں۔ یہ عمل اولیاء کا آزمودہ اور مجرب ہے۔

ولقد وصلنا لهم القول لعلهم يتذكرون ٥ الذين اتيناهم الكتاب من قبله هم به يؤمنون ٥ واذا يتلى عليهم قالوا آمنا به انه الحق من ربنا انا كنا من قبله مسلمين ٥ اولئك يؤتون اجرهم مرتين بما صبروا ويدرؤون بالحسنة السيئة ومما رزقناهم ينفقون ٥ واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وقالوا لنا اعمالنا ولكم اعمالكم سلام عليكم لا نبتغي الجاهلين ٥

(پ۲۰، رکوع ۹)

اسلامی قمری مہینے کے حساب سے پہلی جمعرات، جمعہ اور ہفتہ تین دن روزہ رکھیں اور درج بالا آیات کو کسی شیشے کے برتن مین لکھ کر کسی بہتے ہوئے چشمے، دریا یا نہر کے پانی سے دھو کر پی لیں ان آیات کو رات کو عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد لکھ لیں اور طلوع فجر سے پہلے پہلے دھو کر پی لیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے حافظہ میں جس قدر بھی ضعف اور دماغ میں جتنی بھی کمزوری ہوگی دور ہو جائے گی۔

۵: اٹھتے بیٹھتے **یاعلیم** کا ورد کرتی رہا کریں۔

۶: دماغ کو فاسد خیالات اور فضول سوچوں سے پاک رکھیں اور اس کے لیے دو باتوں پر عمل کریں:

اول: جب بھی کوئی الٹا سیدھا خیال آئے فوار **لاحول ولا قوة الابالله** پڑھیں۔

دوم: اپنی نگاہ کی حفاظت کریں۔

۷: چھوٹے بچوں کو شہد پر **رب اشرح لی صدری** سات مرتبہ دم کر کے پلائیں ان شاء اللہ حافظہ قوی اور فہم میں ترقی ہوگی۔

۸: حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال نمبر 1: عورت کے سر سے وضو کرنے کے بعد دوپٹہ اتر جائے تو وضو مکروہ ہو جائے گا کہ ٹھیک ہی رہے گا؟

جواب: ٹھیک رہے گا۔

سوال نمبر 2: اگر عورت ہو یا مرد نہانے سے پہلے وضو کرے ننگے بدن بعد میں کپڑے پہن لے، کیا وضو رہے گا یا نہیں؟

جواب: جی بالکل! وضو باقی رہے گا۔

سوال نمبر 3: اگر عورت نے وضو کیا ہے وضو کے بعد اس کے سر سے دوپٹہ اتر جاتا ہے تو کیا وہ قرآن پاک کو چھو سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! اس کا وضو بھی باقی ہے اور قرآن کریم کو ہاتھ بھی لگا سکتی ہے اور پڑھ بھی سکتی ہے۔

سوال نمبر 4: بعض عورتیں نہانے کے بعد بالوں کا ایک گچھا سا یعنی چونڈا سا کر لیتی ہیں ہمارے گاؤں کی عورتیں کہتی ہیں کہ اس سے نماز نہیں ہوتی؟

جواب: ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 5: کیا وضو کے بغیر کوئی ورد یعنی کہ درود شریف یا کوئی کلمہ، کوئی سورۃ وغیرہ پڑھی جا سکتی ہے؟ (حافظ منور، 167 مراد، بہاولنگر)

جواب: جی ہاں! پڑھی جا سکتی ہیں۔

ایک حالیہ تحقیق میں انکشاف کیا گیا ہے کہ وہ مائیں جن کے دو، تین یا اس سے زائد بچے ہوتے ہیں ان میں خودکشی کرنے کے رجحانات انتہائی کم پائے جاتے ہیں اور ایشیائی معاشرہ اس کی سب سے بڑی مثال ہے۔ تائیوان کی Medical Kaohsiung University کے تحت کیے گئے ایک مطالعاتی سروے سے یہ بات سامنے آئی کہ وہ خواتین جو تین یا اس سے زائد بچوں کی ماں ہوں ، ان میں خودکشی کی جانب مائل ہونے کے رجحانات 60 فیصد تک کم ہوتے ہیں جبکہ دو بچوں والی ماؤں میں خودکشی کرنے کے امکانات 40 فیصد کم ہوتے ہیں بنسبت ان ماؤں کے جن کی صرف ایک اولاد ہو۔

اس تحقیق کے سربراہ yuh-ChunYang کا کہنا ہے کہ تحقیق کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی وہ خواتین جو زندگی کے کسی مرحلے میں ازدواجی مشکلات یا مسائل کا شکار ہو جاتی ہیں، اس موقع پر ان کے بچے ہی نہ صرف انہیں دلاسا دیتے ہیں بلکہ ان کا سہارا بھی بنتے ہیں اور ایشیا کے پدرانہ سماج میں بالخصوص یہ بات نظر آتی ہے۔ yuh-ChunYang نے مزید کہا کہ اس کے ساتھ ساتھ ماؤں میں بھی احساس ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور وہ محسوس کرتی ہیں کہ ان کے بچوں کو ان کی بہت زیادہ ضرورت ہے نتیجتاً وہ تنہائی کا شکار ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کا دماغ خودکشی جیسے قبیح جرم کے ارتکاب کی جانب مائل ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ زیادہ بچے جننے والی ماؤں میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہوئی ہے۔ بہبود آبادی کے نام پر جو تحریک چلائی جا رہی ہے اس کا مقصد مسلمانوں کی آبادی کو کم کرنا ہے۔ اس مہم کے خطرناک نتائج سے اپنی دوسری بہنوں کو بھی آگاہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کے نقصانات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میرے خاوند کی وفات ہو چکی ہے اور میں بیوگی کی زندگی گذار رہی ہوں۔ مجھے کئی مرتبہ خواب میں اپنے شوہر نظر آتے ہیں، میں دیکھتی ہوں کہ ہم سب مل کر کہیں جا رہے ہیں اتنے میں پولیس کے چند سپاہی آتے ہیں اور میرے خاوند کو پکڑ لیتے ہیں۔ وہ بہت شور مچاتے ہیں اور میرے بچے اور میرے دیور بھی ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کو چھوڑ دیں مگر وہ نہیں مانتے اور ان کو پکڑ کر باندھ دیتے ہیں ہم سب بہت رو رہے ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

مولانا صاحب! میں بہت پریشان ہوں برائے کرم مجھے اس خواب کی تعبیر بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ میں اپنے مرحوم شوہر کے لیے کیا کرسکتی ہوں؟ (عدیلہ احسان، سیالکوٹ)

تعبیر:

محترم بہن! اللہ تعالی آپ کے خاوند مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں۔ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مرحوم شوہر کے ذمہ قرض کی ادائیگی باقی ہے یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ یہ قرض خاندان میں سے انتہائی قریبی افراد یا کسی قریبی دوست کا ہے۔ آپ تمام خاندان والوں سے دریافت کریں اور اپنے دیور کے ذریعے ان کے مرحوم بھائی کے دوستوں سے بھی معلوم کروالیں۔ جن جن کا قرض باقی ہے ان کو یا تو ادائیگی کردی جائے یا ان سے معاف کروالیا جائے۔ آپ اپنے مرحوم خاوند کے لیے ایصال ثواب اور صدقہ جاریہ کا اہتمام کریں اور اپنی اولاد کو دین کی خدمت کے لیے وقف کردیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے خاوند کے ساتھ خصوصی فضل ورحمت کا معاملہ فرمائیں۔

مولانا صاحب! میں الحمدللہ نماز کی پابند ہوں اور تلاوت بھی کرتی ہوں۔ایک دن میں گھر کے کام کاج سے فارغ ہوکر سوگئی اور خواب میں دیکھا کہ میرے ننھیال کے گھر کے قریب ایک عجیب وغریب سا کمرہ بنا ہوا ہے اور وہاں کافی لوگ اس کے باہر کھڑے ہیں لیکن سب لوگ ڈرے ہوئے ہیں اور کوئی بھی اس کمرے کے اندر جانے کے لیے تیار نہیں۔ میں کہتی ہوں کہ ٹھہرو میں اس کے اندر داخل ہوتی ہوں میری نانی اماں اور ممانی وغیرہ مجھے منع کرتی ہیں مگر میں زبردستی اس کمرے میں داخل ہوجاتی ہوں اور داخل ہونے سے پہلے آیت الکرسی بھی پڑھتی ہوں۔ جب میں کمرے کے اندر داخل ہوتی ہوں تو وہاں ایک آدمی آجاتا ہے جس کی لمبی لمبی ڈاڑھی ہے وہ مجھے بڑے غصے سے دیکھ کر کہتا ہے کہ تم اس کمرے سے کیوں داخل ہوئی ہو؟ تمہیں اس کی سزا ملے گی اور تم خودکشی کرکے مروگی۔مولانا صاحب! آئندہ مہینے میری شادی بھی ہونے والی ہے، میں بہت پریشان ہوں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ (ثمینہ افضال، لاہور)

تعبیر:

بہن! اس خواب میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو گناہوں اور فتنوں کے خلاف حفاظت حاصل ہوگی لیکن چند دیگر امور بھی ذہن نشین کرلیں جو اس خواب سے معلوم ہورہے ہیں۔

۱۔ محض اپنے ایمان پر بھروسہ کرکے فتنوں کے قریب نہیں جانا چاہیے کیونکہ جب تک کسی اللہ والے کی راہنمائی میسر نہ ہو انسان کے بھٹک جانے کا خدشہ رہتا ہے۔

۲۔ عقائد نظریات کی اصلاح کی جذبہ ماشاءاللہ بہت مبارک ہے لیکن پہلے سانپ پکڑنے کا منتر سیکھیں، پھر سانپ پکڑنے کی کوشش کریں ورنہ یہ باطل عقائد اور فاسد نظریات کے سانپ ڈسے بنا نہ رہیں گے۔

۳۔ محرم کے بغیر ہرگز ہرگز گھر سے باہر نہ نکلیں خواہ سفر مختصر ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالی آپ کی آمدہ ازدواجی زندگی میں خوب خوب برکت عطا فرمائیں۔

کوئز مقابلہ

1 ......کس صحابیؓ کا نام قرآن مجید میں آیا ہے؟

2 ......صاحب السر کسے کہتے ہیں؟ یہ کس صحابیؓ کا لقب ہے؟

3 ......امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تلامذہ میں امام زفر کی وفات کس سن ہجری میں ہوئی؟

4 ......اہل السنۃ والجماعۃ کے اس عالم کا نام بتلائیں جنہوں نے اعلاء السنن کے نام سے حدیث شریف کی ۲۲ جلدیں لکھیں؟

5 ......لاہور میں کس بزرگ عالم نے سب سے پہلے درس قرآن شروع کیا؟

6 ......بافن آئی لینڈ نامی جزیرہ کس ملک میں واقع ہے؟

7 ......کس ملک میں پہنچ کر ابن بطوطہ کی سیاست کا دور ختم ہوا؟

8 ......مسولینی نے اٹلی میں کس نام سے اخبار نکالا اور کب؟

9 ......اپر وولٹا کے پہلے عام انتخابات میں وزیراعظم کون منتخب ہوئے؟

10 ......''آرڈر آف لیجینڈ آف آنر'' کس یورپی ملک کا اعزاز ہے؟

سابقہ سوالات کے جوابات

۱۔ 100 بلین

۲۔ Yet Another Hierarchical Officious Oracle

۳۔ کتاب الآثار

۴۔ یہودا

۵۔ فاسفورس

۶۔ 14 ملکوں کی

۷۔ صدر ایوب خان

۸۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ 1880ء

۱۰۔ یلملم

ہماری اس ماہ کی ونر ہیں ام حذیفہ، سرگودھا۔ ادارہ انہیں ان کی کاوش پر مبارکباد کے ساتھ ساتھ حسب وعدہ انعامی کتب بھی ارسال کر رہا ہے۔

انعامی مقابلہ میں حصہ لینے والوں سے التماس ہے کہ کوپن برائے انعامی مقابلہ ضرور پر کیا کریں اور اپنا مکمل پتہ کوپن کے علاوہ اندر والے کاغذ پر بھی صاف ستھرا لکھ کر بھیجا کریں۔

نوٹ: 15 جون تک جوابات کا پہنچانا ضروری ہے، ورنہ آپ کا نام قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ آپ جوابات ای میل کے ذریعے بھی بھیج سکتی ہیں، ایڈریس یہ ہے:

islahunnisa@gmail.com

کل: اگر کسی عورت کے بچے بھوک سے تڑپتے تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ پر گندم کی بوری اٹھا کر اس غریب کے گھر چھوڑ آتے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دیتے۔

آج: اگر ایک گھر میں بڑھیا کے بچے بھوک سے تڑپتے ہیں تو ساتھ والے گھر میں مرغ، پلاؤ اور پتہ نہیں کیا کیا...... پک رہا ہوتا ہے بڑھیا اور اس کے بچوں کی خبر لینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

کل: جب حضور ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی تو آپ ﷺ نے ایک چارپائی، ایک بستر، ایک چادر، ایک مشکیزہ اور دو چکیاں عطا فرمائی تھیں۔

آج: لوگ اپنی بیٹیوں کا جہیز بنانے کے لیے چوریوں ڈکیتیوں سے بھی گریز نہیں کرتے، قرض لے کر بھی جہیز بناتے ہیں تا کہ خاندان والوں کے سامنے ناک نہ کٹ جائے!!

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ پانچ چیزوں کو یاد رکھے گی اور پانچ چیزوں کو بھول جائے گی۔

(۱) مخلوق کو یاد رکھے گی اور خالق کو بھول جائے گی۔

(۲) دنیا کو یاد رکھے گی اور آخرت کو بھول جائے گی۔

(۳) دنیا کے محلات کو یاد رکھے گی اور آخرت کے محلات کو بھول جائے گی۔

(۴) دنیا کی عورتوں کو یاد رکھے گی اور جنت کی حوروں کو بھول جائے گی۔

(۵) دنیا کی چیزوں کو یاد رکھے گی اور آخرت کے حساب و کتاب کو بھول جائے گی۔

اس لیے ہمیں دنیا میں محنت کرنی ہے اور اپنی آخرت کو سنوارنا ہے اور اس کلمہ کی خاطر اپنے گھر بار کو قربان کرنا ہے اور اپنے مال و دولت کو لگانا ہے۔

اللھم الھمنا رشداً

کسی ملک پر ایک بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا ایک دفعہ وہ بڑی شان وشوکت سے اپنے لاؤلشکر سمیت کہیں جارہ تھا، سامنے سرسبز وشاداب کھیت تھے، ان کھیتوں کے بیچوں بیچ پگڈنڈی پر ایک کمہار اپنے گدھوں کو لئے جا رہا تھا۔

گدھا بڑی شرافت کے ساتھ سیدھا چلتا جارہا تھا۔اس نے سرسبز کھیت میں سے ذرا بھی چارہ نہیں کھایا جب کہ جانوروں کی عادت اس کے برعکس ہوتی ہے، گدھے کی یہ شرافت دیکھ کر بادشاہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا ،اس نے حکم دیا: ''اس کمہار کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔'' چنانچہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور کمہار کو بادشاہ کے سامنے حاضر کر دیا گیا۔

کمہار بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی طلب کرنے لگا کہ آئندہ اپنے گدھے کو کسی کھیت میں لے کر نہیں جائے گا۔ بادشاہ اس سے پوچھنے لگا کہ ان گدھوں کو تم نے کیسے سدھارا؟ تو جواب میں کمہار نے اپنے ہاتھ میں موجود ڈنڈا بادشاہ کو دکھاتے ہوئے بتایا: ''یہ سب ڈنڈے کا کمال ہے۔'' پھر کہنے لگا: ''یہ ملک جو چوروں اور ڈاکوؤں سے بھرا پڑا ہے اگر بادشاہ سلامت مجھے اجازت دیں تو میں اس کو بھی اپنے ڈنڈے کی مدد سے چوروں اور ڈاکوؤں سے پاک کرسکتا ہوں۔''

بادشاہ نے اس کمہار سے کہا کہ تم اس ملک کو نو ماہ کے عرصہ میں سدھار سکتے ہو؟ تو اس نے کہا: ''بادشاہ سلامت! میں اس ملک کو دو ماہ کے عرصہ میں درست کرسکتا ہوں۔'' بادشاہ نے اسے دو ماہ کے عرصہ کے لیے بادشاہت دے دی، دوسری طرف وزیر اگرچہ اس فیصلے سے خوش نہ تھے مگر ان کو بھی بادشاہ کے حکم کی بجا آوری کرنی پڑی۔

نئے بادشاہ کی عدالت میں ایک شخص کو چوری کے کیس میں پیش کیا گیا تو بادشاہ نے

اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔اس چور کی ضمانت کے لیے ایک شخص آیا اور اس کی ضمانت کی درخواست کی۔بادشاہ نے اس چور کو تو معاف نہ کیا البتہ اس ضمانتی کو چور کی سزا سے آدھی سزا دینے کا حکم دیا۔

اسی طرح مختلف کیسوں میں ضمانتی آتے رہے اور سزا پاتے رہے یہاں تک کہ سابقہ بادشاہ کا بیٹا بھی ضمانتی بن کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بادشاہ نے اس کو بھی سزا سنا دی اور اس کی ضمانت کے لئے سابقہ بادشاہ حاضر ہوا تو اس کمہار بادشاہ نے اس کو بھی سزا سنا دی۔

اسی اثناء میں دو ماہ کا عرصہ مکمل ہو چکا تھا کمہار نے بادشاہ سے معذرت چاہی اور کہا کہ اگر میں آپ کو سزا نہ دیتا تو یہ رعایا کہتی کہ بادشاہ کے بیٹے کے ضمانتی کی ضمانت کو قبول بھی کیا اور اسے سزا بھی نہیں دی!! بادشاہ نے اس کمہار سے کہا اس ملک کو تم ہی سدھار سکتے ہو، بادشاہ نے اپنی خلعت سے اس کو نوازا اور اپنا تاج اس کمہار کے سر پر رکھ کر انصاف کی تاریخ رقم کی۔

جج صاحب نے سزائے موت لکھنے کے لئے قلم اٹھایا ہی تھا کہ نب ٹوٹ گئی، انہوں نے دوسرا قلم اٹھایا اس کی بھی نب ٹوٹ گئی اسی طرح جب تیسرا قلم اٹھایا تو اس کی بھی نب ٹوٹ گئی جج صاحب کو بہت حیرت ہوئی!!!! انہوں نے کیس کی تفتیش نئے سرے سے کرنے کا فیصلہ کیا۔

معاملہ ایک کسان کے قتل کا تھا اس کے قتل کے الزام میں اس کی بیوی کو گرفتار کیا گیا تھا۔ واقعہ کچھ اس طرح ہوا تھا کہ نذیر اپنے کھیت میں ہل چلا رہا تھا دوپہر کے وقت اس کی بیوی بشیراں اس کا کھانا لے کر آئی۔ نذیر کا کام ابھی کافی باقی تھا چنانچہ اس نے بشیراں سے کہا: ''کھانا درخت کی شاخ سے باندھ دو، میں کام سے فارغ ہو کر کھالوں گا۔'' بشیراں نے کھانا باندھا اور گھر چل دی۔

اپنے کام سے فارغ ہو کر نذیر کھانے کی طرف گیا اس نے رومال کھولا اور وہیں بیٹھ کر کھانا کھانے لگا ابھی اس نے دو چار لقمے ہی کھائے ہوں گے کہ اچانک اس کی طبیعت خراب ہونا شروع ہو گئی اور بری طرح تڑپنے لگا، دیکھتے ہی دیکھتے نذیر بالکل ساکت ہو گیا آس پاس کچھ دوسرے کسان بھی کام کر رہے تھے وہ دوڑ کر حکیم صاحب کو بلا کر لائے۔

حکیم نے نبض دیکھی جو رک چکی تھی اور نذیر کی زبان کو دیکھنا شروع کیا بعد میں یوں گویا ہوا: ''اس کو کھانے میں زہر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ بیچارہ جان کی بازی ہار گیا۔'' پھر حکیم صاحب نے اسی کھانے کا ایک لقمہ بلی کو کھلایا تا کہ تصدیق ہو جائے کہ واقعتاً کھانے میں زہر دیا گیا ہے بلی بیچارے بھی لقمے نگلتے ہی وہیں ڈھیر ہو گئی لوگوں کو یقین آ گیا کہ کھانے میں زہر دے کر نذیر کو مارا گیا ہے لیکن سوال یہ تھا کہ کھانے میں زہر دیا کس نے ہے؟

نذیر کے ساتھ والے کسان پر شک کیا گیا لیکن وہ تو اس کا شریک تھا اور سیدھا سادہ

آدمی تھا پھر جس درخت پر کھانا باندھا گیا وہ اس کے قریب آتا ،مگر وہ اس کے قریب تک نہیں آیا۔اب گھوم گھما کر خیال بشیراں پر جاتا ہے وہی کھانا تیار کر کے لائی تھی۔لیکن وہ تو تیں سال سے نذیر سے ہر موڑ پر وفا کرتی آرہی تھی......

پھر کون ہوسکتا ہے بستی میں اور کس پر شک کیا جاسکتا تھا؟ کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کی نذیر سے کوئی دشمنی ہو پھر......کیا کیا جائے؟ اتنی دیر میں پولیس بھی وہاں آگئی اور S.H.O صاحب نے اس جگہ کا خود معائنہ کرنے لگے۔بات کسی طرف بھی نہیں لگ رہی تھی صرف ایک ہی راستہ تھا کہ نذیرا اور بشیراں کی گھریلو لڑائی ہوئی ہوگی اور بشیراں نے اس کو کھانے میں زہر ملا دیا ہوگا اس شک کی بنیاد پر بشیراں کو لیڈی پولیس نے ہتھکڑی لگائی اور سنٹرل جیل میں بھیج دیا۔

خیر! بشیراں پر مقدمہ چلایا گیا کہ اس نے اپنے شوہر نذیر کو کھانے میں زہر ملا کر کھلایا جس کی وجہ سے نذیر موت کے گھاٹ اتر گیا،لیکن جب جج صاحب کا قلم بار بار کیوں ٹوٹ رہا تھا؟؟ جج اس بات سے بہت پریشان تھا اس لیے اس نے اس جگہ کا معائنہ کرنے کا حکم دیا جس جگہ کھانا باندھا گیا تھا۔

درخت کا معائنہ کر کے اس کو اکھاڑ دیا گیا جب درخت کو اکھاڑا گیا تو اس کے نیچے سے ایک مردہ سانپ ملا اس پر ان گنت چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں نذیر کے کھانے سے بھی چند چیونٹیاں ملی تھیں لیکن اس وقت چیونٹیوں کی طرف کسی کا دھیان نہیں گیا کہ یہ زہر چیونٹیوں کے ذریعے کھانے میں منتقل ہوا تھا۔

اسی طرح بشیراں بے گناہ ثابت ہوئی اسے کہتے ہیں: ”جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے؟“

اعتـــــــــذار

☆ ہم معذرت خواہ ہیں کہ پچھلا شمارہ چھپائی میں تاخیر کی بنا پر وقت پر موصول نہ ہوسکا۔

☆ ”زہر آلود کتابیں“ کے آخر میں دو نمبر زدیئے گئے تھے جن میں سے ایک نمبر غلط لکھا گیا۔

درست نمبر یہ ہے۔0332-4576084 قاریات درستگی فرمالیں

مقلوبہ

اشیاء:

چکن	ایک کلو (چھوٹے پیس)	گاجر	دو ٹکڑے تین انچ تک کے
لوکی	دو ٹکڑے تین انچ تک کے	چاول	ایک کلو
پھول گوبھی	ایک چھوٹا ٹکڑا	چکن کیوبز	دو عدد
سرخ مرچ	آدھا چمچ	نمک	حسبِ ذائقہ
کالی مرچ	چوتھائی چمچ	پیاز	ایک عدد
ادرک، لہسن	دو کھانے کے چمچ	آئل	پکانے کے لیے

ٹماٹو پیوری دو کھانے کے چمچے

پکانے کی ترکیب:

پیاز کو باریک کاٹ کر گولڈن براؤن کر لیں پھر ادرک، لہسن پیسٹ کے ساتھ گرائنڈر میں پیس لیں۔ اب آئل گرم کر کے اس میں پیاز، ادرک اور لہسن پیسٹ ڈال کر بھونیں اور پھر اس میں چکن اور ٹماٹو پیوری ڈال کر بھی بھونیں۔ مرغی کی بو نکل جائے تو اس میں پانی، نمک، لال مرچ اور چکن کیوبز ڈال کر گلا لیں۔ مرغی گل جائے تو اسے پانی سے نکال کر الگ رکھ دیں اور سبزیاں ڈال کر پریشر ککر کو پانچ منٹ کے لئے بند کر دیں۔

اب اس میں چکن، چاول اور کالی مرچ ڈال کر اتنا پانی رکھیں کہ چاول گل کے دم ہو جائیں، مزے دار مقلوبہ تیار ہے، گرما گرم پیش کریں اور داد سمیٹتے وقت ہمیں بھی یاد رکھیں۔

بھکاری نے ایک گھر کے سامنے صدا لگائی تو گھر کی نئی نویلی دلہن نے کہا: ''جاؤ بابا معاف کرو''

بھکاری کچھ دور گیا تو دلہن کی ساس نے بھکاری کو آواز دی، بھکاری خوشی خوشی آیا تو خاتون نے بھی کہا: ''بابا معاف کرو''

بھکاری کو بہت غصہ آیا اور اس نے کہا: ''یہ بات تو آپ کی بہو نے کہہ دی تھی، پھر مجھے واپس کیوں بلایا؟''

خاتون نے جواب دیا: ''مالکن میں ہوں، وہ کون ہوتی ہے تم پر رعب جمانے والی۔''

صبا خان، گکھڑ منڈی

جج طلاق کے مقدمے گواہ سے: ''جب لیزا اور پیٹر میں لڑائی ہوئی تم اس وقت کہاں تھے؟''

گواہ: ''جناب عالی میں چرچ میں پادری ہوں میں ان کی شادی کی رسوامات ادا کروا رہا تھا جب ان کی لڑائی ہوئی۔''

مبین احمد، نیویارک

ایک خاتون اپنے بچے کو ماہر نفسیات کے پاس لے گئیں۔ بچے سے بہت سے سوالات کرنے کے بعد ماہر نفسیات نے کہا۔

''بچے کی تحلیل نفسی کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ لاشعوری طور پر یہ عدم تحفظ کے احساس کا شکار ہے۔''

خاتون پریشان ہو کر بولیں۔ ''لیکن میں تو اسے اس لئے آپ کے پاس لائی تھی کہ اس کی وجہ سے پورا محلّہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔''

ریحانہ مری، کوہلو، بلوچستان

ایک دفعہ مولانا ابوالکلام آزاد سے پنڈت جواہر لال نہرو نے پوچھا: ''جب میں سر کے بل کھڑا ہوتا ہوں تو خون سر کی طرف جمع ہو جاتا ہے مگر جب پاؤں کے بل کھڑا ہوں تو ایسا نہیں ہوتا؟''
مولانا نے جواب دیا: ''جو چیز خالی ہو گی خون اسی طرف جائے گا۔''

مریم عدیل، لاہور

خاوند: اگر تم انڈیا میں ہوتیں تو وہاں کے لوگ تمھاری پوجا کرتے۔
بیوی: کیا میں حسن کی دیوی جیسی لگتی ہوں؟
خاوند: نہیں بابا، گائے جیسی لگتی ہو!

عشرت ناز، قلعہ سیف اللہ، بلوچستان

ٹیچر نے ننھے رضوان کا ہوم ورک چیک کیا تو غصے سے بولی:
''اتنا گندہ مضمون تو میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ ایک جملہ بھی درست نہیں لکھا۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ایک آدمی اتنی غلطیاں کیسے کر سکتا ہے؟''
''ایک آدمی نہیں مس'' بچے نے ڈرتے ڈرتے کہا ''میری امی نے بھی ابو کی ہیلپ کی تھی۔''

امجد خان، مردان

ایک آدمی کشتی میں سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ کشتی الٹ گئی جب وہ ڈوبنے لگا تو اس نے اللہ تعالی سے درخواست کی۔
''یا اللہ اگر میں مرنے سے بچ گیا تو تیرے راستے میں دیگیں پکواؤں گا'' اتنے میں ایک لہر آئی اور اس کو باہر نکال کر پھینک دیا۔
وہ باہر نکل کر بولا ''اللہ کیسی دیگیں اور کہاں کا کچھ؟''
اتنا کہنا تھا کہ اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ دوبارہ پانی میں جا گرا۔ کہنے لگا ''اللہ سوہنیا! میں تو پوچھ رہا تھا کہ میٹھی دیگیں یا نمکین؟؟؟''

اخت عبداللہ، اخت افتخار

ہیں دنیا میں احترام کے قابل جتنے لوگ
میں سبھی کو مانتا ہوں پر مصطفیٰ ﷺ کے بعد
ام حذیفہ، اخت عبداللہ

کیا جانے ساتھ چھوڑ دے کب زندگی کہاں
ہنستے ہوئے زمانے میں سب سے ملا کرو
نصیرالدین، ڈسکہ

لکھ کر زمین پہ میرا نام جو تونے مٹا دیا
تیرا تو کھیل تھا ہمیں خاک میں ملا دیا
رضوانہ خاں، جہلم

تیری یاد میں کچھ یاد کیا کیا یاد کیا مجھے یاد نہیں
جو یاد کیا میں بھول گیا کیا بھول گیا مجھے یاد نہیں
ارسلان ڈوگر، لاہور

وہ ذات میرے دل میں بسی ہوئی ہے
یہی چیز میرا دل آباد کیئے ہوئے ہے
بنت محمد جمال، لاہور

جسے چاہے امیری دے جسے چاہے فقیری
کرم وعفو سے کوئی نہ کرے عذر پذیری
بنت محمد سلیم، جامعہ حقانیہ

اس دل پہ خدا کی رحمت ہو جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے
ایک بار خطا ہو جاتی ہے سو بار ندامت ہوتی ہے
ام حذیفہ، اخت عبداللہ

غم کی جاگیر ملی مجھ کو وراثت میں
اپنی جاگیر میں رہتا ہوں نوابوں کی طرح
عقیلہ، منڈی فیض آباد

کانٹوں پہ رہ کر بھی ہم زندگی جی لیتے ہیں
ان زخموں کو ہونٹوں سے سی لیتے ہیں
جس ہاتھ کو کہہ دیا دوست کا ہاتھ
اس ہاتھ سے زہر بھی پی لیتے ہیں
محمد غوری، لاہور

وعدہ نہ کرو اگر تم نبھا نہ سکو
چاہو نہ اسے جس تم پا نہ سکو
دنیا میں دوست تو بہت ہوتے ہیں
اک خاص رکھو جس کے بنا تم مسکرا نہ سکو
میمونہ، لاہور

کون کہتا ہے کہ نفرتوں میں درد ہے
کچھ محبتیں بھی اذیت ناک ہوتی ہیں
محمد اسماعیل، لاہور

انہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے
ام حذیفہ، اخت عبداللہ

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں انکے نام پر
اللہ اللہ کس نے موت کو مسیحا کر دیا
عائشہ عبداللطیف، سرگودھا

مدت ہوئی صیاد نے چھوڑا بھی تو کیا
تاب پرواز نہیں راہ چمن یاد نہیں
عائشہ عبدالطیف، سرگودھا

حضور آئے تو سر آفرینش پاگئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آگئی دنیا
محمد لقمان علی، نارووال

زندگی صرف ترانہ ہی ترانہ تو نہیں
کچھ حقیقت بھی ہے یہ محض فسانہ تو نہیں
فضیلت خانم، مرید کے

غم کا مداوا دکھ کی دوا نام محمد صلی علی
ہادی عالم فخر رسل نام محمد صلی علی
عاصم علی، قصور

نہ کسی کی آنکھ ہوں نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشت غبار ہوں
رحمت اللہ، لاہور

صدیق کی صداقت سے چمن میں پھول کھلتے ہیں
انہی کے نقش قدم سے تو اصول ملتے ہیں
حق و صداقت کی منزلت مجھ سے نہ پوچھ
انہی کے گھر سے تو دلہا رسولؐ بنتے ہیں
محمد رضوان طاہر

غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا
افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
اکبر نے سنا ہے اہل غیرت سے یہی
جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا
بنت محمد اسحاق

ہوش و حواس تاب و تواں داغؔ کھو چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

آپ کا رسالہ پڑھ کر خوشی ہوئی جہاں اس میں مضامین کا انتخاب لاجواب ہے وہاں پر شعر و ادب، طنز و مزاح اور چٹ پٹے پکوان بنانے کو بھی ملتے ہیں عنوان ''زہر آلود کتابیں'' میرے لیے حیرت کا باعث ہے کہ کیا ایسے لوگ بھی ہمارے ''پاکستان'' میں موجود ہیں جو اولیاء اللہ کو غلیظ الفاظ سے یاد کرتے ہیں؟ جیسا کہ مضمون میں لکھا ہوا تھا کہ ''ہم ان جیسی کتب کا جواب لکھ رہے ہیں'' واقعی! بہت بڑا کام ہے کیونکہ جن لوگوں نے ہم تک دین اسلام پہنچایا آج انہی کی تعلیم کو تاریک خیالی قرار دیا جارہا ہے تو اس کا جواب ہم سب پر بحیثیت مسلمان فرض ہے۔
پلیز! آپ چھپوانے کے اخراجات کی تفصیل بتلائیں ہم تین روم میٹ مل کر کم از کم 2000 کتابوں کی چھپوائی آپ کو روانہ کر دیں گی۔

فرحانہ ظفر، راولپنڈی

جواب:

ماشاء اللہ! بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اس سنگین معاملے کو سنجیدگی سے لیا اور اپنے مبارک جذبات کا اظہار کیا۔ اللہ عزوجل آپ کو دونوں جہانوں کی کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔
میری بہن! اس میں مختلف قسم کی کتابیں اور لٹریچر شامل ہیں مختلف کتب مختلف صفحات پر مشتمل ہیں بہت زیادہ صفحات والی اور کم صفحات والی۔ ہم کم صفحات والی کتابیں زیادہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں 80 صفحات کے ایک کتابچہ جس کی تعداد ایک ہزار ہو اس کی لاگت تقریباً 20,000 روپے آتی ہے اسی طرح باقی کتب کے ریٹس بھی علی الحساب ہیں۔

پھر ادارہ بنات اہل السنۃ نے باہمی مشورہ کے بعد یہ طے کیا ہے کہ جو ایک ہزار کی تعداد میں کتب شائع کرانے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو بھی اس کار خیر سے محروم نہ رکھا جائے چنانچہ

پانچ پانچ ہزار روپے گروپ بنا دیے جائیں جونہی مطلوبہ رقم پوری ہوگی کتاب شائع کر دی جائے گی۔ ان شاء اللہ العزیز

مزید تفصیلات کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔ 0332-4576084

محترم مدیر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ سب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے میرا خط اپنے رسالے میں شائع کیا اور میرے خط کو اپنے رسالے کی زینت بنایا، میری بہن ۹ جنوری کو فوت ہوئی تھی اور میں نے ان کی عمر ۲۵ سال لکھی تھی لیکن آپ نے غلطی سے ۲۵ کی بجائے ۵۲ سال لکھ دی تھی اگر آپ کے رسالے میں تھوڑی سی بھی جگہ ہو تو مہربانی کر کے اسے ٹھیک کر دیں۔ آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

بنت محمد رفیق

جواب:

یہ پروف ریڈنگ کی غلطی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بہن کی مغفرت فرمائیں۔

محترم مدیر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کی پوری ٹیم کی شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے اتنا اچھا رسالہ تیار کیا اور دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس میں دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائیں اور اس رسالے کو پڑھنے والوں سے میری التجا ہے کہ وہ بھی اس رسالے کے منتظمین کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں اور اس رسالے میں مزید ترقی عطا فرمائیں، ہمیں اس میں ہر چیز بہت زیادہ پسند آئی ہے اور روحانی علاج تو سب سے زیادہ پسند آیا ہے کہ بہت سی عورتیں جو گھروں میں رہتی ہیں ان کو اس رسالے سے بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔

بنت محمد سلیم لاہور

جواب:

آپ کے جذبات قابل قدر ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں کہ ہم اس رسالے کے معیار کو مزید بلند کر سکیں۔

5مئی : حضرت اقدس خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے آپ نے اپنی زندگی میں بلا ناغہ 65 حج ادا کیے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر رہے اور عقیدہ ختم نبوت کے لیے قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں۔ ساری زندگی انس و محبت اور بھائی چارگی کا درس دیا۔ آپ کے جنازہ میں تقریبا ایک محتاط اندازے کے مطابق چار لاکھ افراد نے شرکت کی۔ اللہ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے ماہنامہ بنات اہلسنت کے مدیر اعلی اور ان کی پوری ٹیم حضرت کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ اِن سے بھی عقیدہ ختم نبوت کا کام لے اور رشد و ہدایت کی مسند کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین

6مئی : تبلیغی جماعت کے لاہور مرکز کے امیر حاجی محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ بھی آخرت کے راہی بن گئے۔ آپ نے ساری زندگی لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی۔ مسجد ابراہیم (مرکز لاہور) میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ماہنامہ آپ کے تمام متعلقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

29اپریل: بھائی حق نواز مستری کے والد محترم اور مولانا بشیر احمد سرکولیشن مینیجر ماہنامہ بنات اہلسنت کے چچا جناب منظور احمد چغتائی انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت خوش اخلاق اور پابند صوم وصلوۃ تھے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا سے آپ کو بہت محبت تھی اور آپ ادارہ کے خصوصی معاونین میں سے تھے۔ ادارہ بنات اہلسنت بھائی حق نواز اور مولانا بشیر احمد سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

17 مئی: مولانا محمد عرفان بھیروی کے نانا جان حاجی سلامت اللہ ہارٹ اٹیک ہونے سے انتقال فرما گئے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔